إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

نمبر ۷۶ | مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق یکم ذوالقعدہ سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صاحبزادی امۃ الحکیم تاحال بیمار ہے۔ احباب دُعا کرتے رہیں:

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب رام پور سے۔ اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب بھالپور سے واپس تشریف لے آئے ہیں:

۲۸ مارچ جبکہ مسجد اقصےٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ خطبہ پڑھ رہے تھے مستریوں کی طرف سے شرارت کی گئی جس پر شور پڑ گیا۔ اور لوگوں کو یہ فتنہ انگیزی سخت ناگوار گذری لیکن فوراً منضبط قائم کر لیا گیا۔ بعد میں پولیس نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

تفسیر القرآن مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

پیشگی قیمت بھیجنے والوں کے لئے رعایت کا اعلان

"الفضل" مورخہ ۷۔ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء میں اس تفسیر القرآن کے متعلق جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تصنیف فرما رہے ہیں۔ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ اس کی طباعت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ تعالےٰ پانچ پاروں یعنے سورہ یونس سے لے کر سورہ کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہوگی صفحات کا اندازہ ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ تک کیا گیا ہے۔ قیمت غالباً ساڑھے پانچ روپے سے چھ روپے تک ہوگی۔ لیکن پیشگی ادا کرنے والے احباب سے پونے پانچ روپے وصول کی جائے گی۔ تمام روپیہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام اس صراحت سے آنا چاہیئے۔ کہ یہ روپیہ تفسیر القرآن کی پیشگی قیمت کے حساب میں ہے۔ ابھی تک اس اعلان پر بہت کم احباب نے توجہ فرمائی ہے۔ امید ہے۔ اس یاد دہانی کے لحاظ سے بعد احباب رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلد پیشگی قیمت ارسال فرما دیں گے:

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

مصر میں عیسائیت کا مقابلہ

احمدیوں کے مقابلہ میں عیسائیوں کا فرار

مصر میں تبلیغ مسیحی پورے زوروں پر ہے۔ اور قاہرہ میں متعدد مشن ہیں۔ جن کی شاخیں دیہاتوں اور دوسرے شہروں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ امریکن مشن کے انچارج سے معلوم ہوا۔ کہ تقریباً دو سو مسلمان مسیحی ہو چکے ہیں۔ ہم نے پانچ مسیحی مشنوں میں جا کر ان کے انچارجوں سے گفتگو کی جس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کی تبلیغ ایک نظام کے ماتحت ہو رہی ہے۔ پھر یہی نہیں۔ کہ عوام مسیحی ہوئے ہیں۔ بلکہ جامعہ ازہر کے بعض تعلیم یافتہ مشائخ بھی مسیحی ہو چکے ہیں۔

امریکن مشنز اور ہم

اخبار الاہرام میں ہم نے اعلان پڑھا۔ کہ باب الحدید کو بری لیموں کے پاس دار التبشیر میں لیکچر ہوگا۔ ہم سننے کے لئے گئے۔ اختتام لیکچر پر کسی کو سوالات کی اجازت نہ دی گئی مگر انچارج پادری نے ہم سے کہا۔ آپ اگر کوئی سوال دریافت کرنا چاہیں۔ تو دو دن کے بعد انجیل کا درس ہوگا۔ آپ تشریف لائیں۔ اور جو سوال کرنا چاہتے ہوں۔ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میں اور برادرم منیر الحصنی اور شیخ محمود احمد صاحب وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے۔ اس سے چند ہی باتیں ہوئی تھیں کہ وہ کہہ اٹھا۔ میں آپ کو جواب نہیں دے سکتا۔ آپ کتاب مقدس کا مطالعہ کریں۔ ہم نے کہا۔ آپ ہمیں سمجھائیں۔ کتاب مقدس پر ہی تو اعتراض ہے۔ وہ اتنا گھبرا گیا۔ کہ اس نے صاف طور پر کہدیا۔ افرضوا انني حمار۔ آپ مجھے گدھا فرض کر لیں مجھے کچھ نہیں آتا۔

پھر دوسرے مشن میں گئے۔ جو "فرقۃ الشرقیۃ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور درحقیقت متنصرین کی جائے رہائش ہے۔ اس کے سکرٹری سے جو علم لاہوت کی ڈگری اپنے پاس رکھتا ہے۔ گفتگو ہوئی۔ اس نے جوابات دینے سے عاجز ہو کر ایک متنصر کو گفتگو کے لئے بلوایا۔ مگر وہ بھی کچھ جواب نہ دے سکا۔ آخر کہنے لگا۔ آپ ہمیں اسلام کی دعوت دیں۔ تب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق بائیبل سے پیشگوئیاں بیان کیں۔

پھر ہم ایک اور مشن میں پہنچے۔ انجیل کا درس سننے کے لئے لوگ جمع تھے۔ ایک ان میں سے ہمارے پاس بائبل لے کر آ بیٹھا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ نے کتاب مقدس کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں کچھ کیا ہے۔ کہنے لگا۔ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ میں نے کہا۔ اس میں کچھ باتیں صحیح ہیں۔ اور کچھ غیر صحیح۔ کہنے لگا۔ کیوں۔ تب میں نے چند اختلافات بائبل سے پیش کئے۔ جن کا وہ کوئی جواب نہ دے سکتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جلدی ہی درس شروع کر دیا۔ پھر ہم تین چار دفعہ گئے۔ مگر باوجود ہمارے وقت مانگنے کے انہوں نے وقت دینے سے انکار کر دیا۔

ایک کامیاب مباحثہ

امریکن مشن جس کے ماتحت ایک کالج اور گرجا بھی ہے اور ہر ہفتہ سوموار کو گرجا میں اسلام کے خلاف لیکچر دیا جاتا ہے۔ لیکچرار شیخ کامل منصور ہے۔ جو ازہر کا تعلیم یافتہ اور متنصر ہے۔ ہم نے لیکچر سنا۔ اور اس سے مناظرہ کے لئے وقت طلب کیا۔ جسے اس نے منظور کر لیا۔ اور موضوع مناظرہ یہ قرار پایا۔ کہ آیا موجودہ اناجیل الہامی ہیں؟ پہلے سوموار کو اس نے اناجیل کے الہامی ہونے پر دلائل دئے۔ میں نے قرآن مجید کی یہ آیات سورہ مائدہ سے تلاوت کیں۔ یا اهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفوا عن كثير قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين۔ الی آخرھا۔ اس امر سے مسلمان بہت محظوظ ہوئے۔ کیونکہ مناظرہ گرجہ میں تھا۔ پھر میں نے اس کی پیش کردہ دلائل کو توڑا۔ وہ اس وقت تو کوئی دلائل نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا۔ وقت ختم ہو گیا ہے دوسرے سوموار بقیہ مناظرہ ہوگا۔

دوسرے سوموار اس نے جواب کیا دینا تھا۔ مگر یونہی ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ جب میں جواب دینے لگا۔ تو مجھے قرآن مجید پڑھنے سے روک دیا۔ اور کہنے لگا یہ گرجہ ہے۔ ہم یہاں قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت نہیں دیتے۔ خیر سوال و جواب ہوتے۔ ایک گھنٹہ وقت مقرر تھا۔ مگر آدھ گھنٹہ کے بعد ہی مناظرہ بند کر دیا۔ تیسری دفعہ جب مناظرہ ہوا۔ تو اس نے یہ کہکر کہ تم احمدی ہو۔ اور ہم احمدیوں سے مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔ مناظرہ کا پیالہ ٹالدیا۔ اور وجہ یہ بیان کی۔ کہ احمدی تفسیروں کو نہیں مانتے۔ اس نے قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس میں خلاف واقعہ باتیں پائی جاتی ہیں جیسے کہ سکندر رومی کا سد بنانا۔ میں نے کہا۔ قرآن مجید میں کہیں سکندر رومی کا ذکر نہیں ہے۔ کہنے لگا۔ ذوالقرنین کون ہے۔ میں نے کہا۔ یہ آیات دانیال کے کشف کی تفسیر اور ذوالقرنین ملک کورش ہے آپ کتاب عزرائی کا مطالعہ کریں۔ کہنے لگا۔ رازی اور بیضاوی نے ایسا لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں لکھا۔ کیا رازی اور بیضاوی کی باتوں پر بھی ہم ایمان لائیں۔ کہنے لگا۔ بس ہم احمدیوں سے مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔ گو اس نے انکار کر دیا تھا۔ مگر چوتھے سوموار برادرم منیر الحصنی اس کا لیکچر سننے کے لئے گئے۔ اس نے مسیح کے صلیب پر مرنے کے متعلق لیکچر دیا۔ اختتام لیکچر پر برادرم منیر الحصنی نے سوالات کئے۔ اور مسیح کے صلیب پر سے زندہ اتار لئے جانے کے متعلق دلائل دئے۔ جس کا وہ جواب نہ دے سکا۔

تحقیق الادیان

جب اس نے مباحثہ سے انکار کیا۔ تو میں نے ان تمام دلائل کا جو اس نے اناجیل کے الہامی ثابت کرنے کے متعلق پیش کی تھیں۔ رد لکھا۔ اور ان تمام آیات کی صحیح تفسیر بھی لکھی جن سے ان کے الہامی ہونے پر مسیحی استدلال کرتے ہیں۔ ۲۴ صفحہ کا رسالہ دو ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ جس کو مسلمانوں نے نہایت اچھا پایا ہے۔ اور تمام مسیحی مشنوں میں اس نے اضطراب پیدا کر دیا ہے اس میں میں نے تمام مسیحی مشنوں کو تحدی کی ہے۔ کہ اگر ان میں طاقت ہے۔ تو اس کا رد لکھیں۔

اقباط کی مجلس عام

مصری مسیحی قبطی ہیں۔ اور ان کی ایک مجلس عام ہے۔ مجلس کی طرف سے ایک شخص آیا۔ اور چند کاپیاں رسالہ کی لے گیا۔ پھر ان کا ایک خاص اجتماع ہوا جس میں یہ رسالہ پڑھا گیا۔ اور چار پادری جواب کے لئے متعین ہوئے۔ مگر انہوں نے کہا۔ یہ اعتراضات ایسے نہیں۔ کہ جواب دینا آسان ہو۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

گرجہ میں رسالہ تحقیق الادیان

تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا جب پادری انجیر جامع ازہر میں گیا اور وہاں اسلام کے خلاف چند رسالے پھینک آیا تھا۔ اس پر تمام ازہری اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور اخباروں میں کئی مضامین بھی لکھے۔ اور حکومت سے اس کا مصر سے اخراج طلب کیا۔ مگر بالمثل جواب دینے کی طرف توجہ نہ کی۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی توفیق دی۔ کہ اس کا بالمثل جواب دیں۔ ہمارے احمدی دوست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۶ | قادیان دارالامان مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

اہل پنجاب کے بین الاقوامی جھگڑوں کے تصفیہ کی تجویز

جماعت احمدیہ اس پر عمل کرنیکے لئے تیار ہے

اگرچہ سکھوں کے اخبار "اکالی" (۱۳۔ مارچ) نے ظفر وال کے قضیہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس میں جنبہ داری نمایاں طور پر نظر آرہی ہے۔ بلکہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اگر دیدہ دانستہ نہیں۔ تو صحیح حالات کی ناواقفیت کی وجہ سے کئی امور کے متعلق غلط بیانی سے بھی کام لیا گیا ہے۔ تاہم سکھوں نے اس نہایت اہم امر کے متعلق بحیثیت قوم اس وقت تک جو رویہ اختیار کئے رکھا۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

"اکالی" نے نہ صرف اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ظفروال میں سکھوں کی ضد بے جا تھی۔ اور اذان میں روکاوٹ ڈالنا معقولیت سے قطعاً دور تھا۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں سکھوں کے معاملہ میں مسلمانوں کی رواداری کا بھی اقرار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"جب ان سکھوں پر یہ سوال کیا جاتا۔ کہ بھائی یہ اذان کیا ہے۔ ہماری اذان "ست سری اکال" کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ ہے۔ اگر اس نعرہ کو کوئی اور شخص بلند کرتا ہے۔ تو سکھوں کو اس پر خوش ہونا چاہیئے۔ یا ناراض۔ یہ عربی زبان میں پکارا جاتا ہے۔ اور توحید پرستی تو اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ ہر ملک ہر قوم ہر زبان میں اس کے پکارنے والے پیدا کئے جائیں اور پھر جب ہم ایسے حقوق دوسروں سے مانگ رہے ہوں۔ جو ہمیں رعیت ہونے کی صورت میں آج تک کبھی نہیں ملے۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم ویسے ہی حقوق اپنے بھائیوں کو دینے میں سنکوچ نہ کریں۔ پھر دیکھیں۔ کئی صورتوں میں مسلمان لیڈروں نے مسلمان بھائیوں نے ہمارے ساتھ ہو کر کئی جگہ جھٹکے کی آزادی کرادی ہے۔ باجے کی روکاوٹ بھی دور ہو رہی ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو سکھوں نے مسلمانوں کے حسن سلوک کو ریزولیوشنوں میں تسلیم کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو یقیناً ان کے پاس سوائے قائل ہونے کے کوئی اعتراض نہ بن پڑتا"!

مگر باوجود اس کے اس قضیہ کو طے نہ ہونے دینے اور اس وقت تک نہ صرف اپنی بے جا ضد اور ہٹ پر قائم رہنے بلکہ مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے اور ان کی عورتوں کو بے عزت کرنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ

"چند مقامات پر جمعہ کی نماز کے وقت ہزاروں مسلمانوں کو جمع کیا گیا۔ اور نہایت قابل نفریں تقریریں کی گئیں۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ لوگ اپنے راہنماؤں کا سکھ لیڈروں اور سکھ قوم کا شکریہ ادا کرتے"۔

چونکہ ان مقامات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جہاں قابل نفریں تقریریں کی گئیں۔ اس لئے یہ بے ثبوت دعویٰ قابل اعتنا نہیں۔ رہا سکھ لیڈروں اور سکھ قوم کا شکریہ۔ سو اس میں کوئی کوتاہی نہ کی گئی۔ حتیٰ کہ سکھوں کی خاطر ظفروال کے مسلمانوں کو باوجود مظلوم ہونے کے لعن طعن کی گئی۔ ان کے امام کو اپنے گھر سے نکال کر امرت سر نظر بند کر دینے کا اقرار کر لیا گیا۔ اور جو کچھ سکھوں نے چاہا۔ اسے منظور کرنے میں بڑی حد تک بے حمیتی سے کام لیا گیا۔ مگر سکھ پھر بھی ضد اور شرارت سے باز نہ رہے۔ اس میں مسلمانوں کا کیا قصور؟

خیر اس بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور سید اسمٰعیل صاحب غزنوی نے حال ہی میں ایک مبسوط مضمون لکھکر ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس قضیہ نے محض سکھوں کی بے جا ضد اور شرارت پسند ہندوؤں کی فتنہ انگیزی سے طول کھینچا۔ اور اور باوجود مسلمانوں کی طرف سے مصالحت کی ہر ممکن کوشش کرنیکے تو مقامی سکھ راہ راست پر آئے۔ اور نہ ہی شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے کوئی کارروائی کی۔ جسے خاص طور پر توجہ دلائی گئی تھی۔ ان باتوں کو ثابت شدہ قرار دیتے ہوئے ہم اس وقت اس تجویز کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ جو "اکالی" نے اس قسم کے جھگڑوں کا ہمیشہ کے لئے تصفیہ کرنے کے متعلق پیش کی ہے۔

"اکالی" لکھتا ہے:۔

"ہر دو بلکہ ہر سہ اقوام (مسلمان۔ سکھ۔ ہندو) کے روشن ضمیر چیدہ چیدہ افراد کی ایک سبھا قائم کر کے اس قسم کے تمام جھگڑوں کا تصفیہ یکدم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ شرارتی لوگوں کا داؤ نہ چل سکے۔ اور آئندہ ترقی میں رخنہ اندازی نہ ہو سکے۔ اگر پھر بھی کسی فریق کو دوسرے کے خلاف کسی طرح کی شکایت پیدا ہو جائے۔ تو سکھوں کے خلاف مسلمان کیوں جتھا لیکر جائیں۔ خود سکھ کیوں نہ مسلمانوں کے لئے اور مسلمان سکھوں کے لئے ایسا کریں"۔

تجویز بہت اچھی ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اس پر جلد جلد عمل کیا جائے۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اسی قسم کی تجویز حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ آج سے کئی سال قبل ہندو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں پیش فرما چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ۱۴۔ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء کو بریڈلا ہال لاہور میں "ہندو مسلمانوں میں کیونکر اتحاد ہو سکتا ہے" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اگر کہیں ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہو۔ تو جو فریق قصور وار ہو۔ اور جس کی زیادتی ہو۔ اس کو پکڑا جائے۔ تب تک کسی قوم سے صلح نہیں ہو سکتی۔ جب تک قصور وار کو اپنی قوم مجرم قرار نہ دے۔ اب یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کہیں مسلمانوں کی غلطی ہوتی ہے۔ تو مسلمان ان کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر ہندو غلطی کرتے ہیں۔ تو ہندو ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں"۔

غرض حقیقی امن اور اتحاد قائم کرنے کی یہ نہایت مفید تجویز ہے۔ کہ جس قوم کے افراد کی زیادتی۔ ہٹ دھرمی اور شرارت ہو۔ وہ خود انہیں لعنت ملامت کرے۔ اور ایسے راہ سے باز رکھے۔ اس طرح جہاں کسی جھگڑے تنازعہ کا تصفیہ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ ہو جائے گا۔ وہاں قوموں کے آپس کے تعلقات بھی نہایت خوشگوار رہیں گے۔ لیکن مشکل یہی ہے۔ کہ جو لوگ اپنی اپنی قوم کے راہنما اور لیڈر کہلاتے ہیں۔ وہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اس وقت نہیں ہوتے۔ جبکہ مکمل آزادی کا اعلان کر چکے۔ اور سول نافرمانی کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

قادیان میں جب سکھوں اور ہندوؤں نے سکھا شاہی سے کام لیتے ہوئے مذبح گرا دیا۔ اور پھر ہندو اخباروں نے

اس فتنہ کی آگ پر تیل ڈالا۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ہر قوم کے لیڈروں کے نام ایک مکتوب بھیجا۔ لیکن بہت کم اصحاب نے اس کا جواب دیا۔ اور عملی میدان میں آنے کے لئے تو شاید کوئی بھی تیار نہ ہو۔ ان حالات میں آپس کے جھگڑے طول نہ کھینچیں۔ اور شکر رنجیاں روز بروز نہ بڑھیں۔ تو کیا ہو؛

ہم اپنی جماعت کی طرف سے یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر اس قسم کا انتظام کیا جائے۔ جس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر قوم کے مجرم اور قصور وار لوگوں کو وہ قوم خود سزا دے۔ اور دوسری قوم کے جائز مطالبات اور حقوق خود پورے کرائے۔ تو ہم اس انتظام میں بڑی خوشی کے ساتھ شریک ہونگے۔ اور اپنی جماعت کے متعلق ذمہ لیں گے۔ کہ اگر اس کے کسی فرد سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جس سے کسی دوسری قوم کو بے جا تکلیف اور صدمہ پہونچے۔ تو اس کا ازالہ ہم خود کریں گے۔ دوسرے لوگ بھی اگر حقیقی طور پر ملک میں امن و امان قائم کرنے کے متمنی ہیں۔ تو انہیں اپنی اپنی قوم کی ذمہ داری کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ اور سب کو مل کر بین الاقوامی جھگڑوں کا تصفیہ کرنا چاہیئے۔ اہل پنجاب اگر اس بارے میں عمدہ نمونہ پیش کریں۔ تو پھر اسے سارے ہندوستان کے لئے وسیع کیا جا سکتا ہے۔ کیا پنجاب کے ہندو۔ سکھ اور مسلمان اس اہم امر کی طرف توجہ کریں گے۔ اور کوئی عملی قدم اٹھائیں گے؛

نیوگ کی فلاسفی" کی ضبطی

ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے آریوں کی کتاب "تہذیب المرزا یا نیوگ کی فلاسفی" کو شر انگیز اور دلآزار قرار دے کر ضبط کر لیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنے فرض کے لحاظ سے جو کچھ کیا۔ اچھا کیا ہے۔ لیکن آریوں نے اس موقعہ پر بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ بطور خود روزمرہ کی شرارت اور فتنہ انگیزی سے باز آنے والے نہیں ہیں؛

ہم نے آریوں کے ذمہ وار لیڈروں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ اگر وہ اس طرز تحریر کو ناپسند کرتے ہیں۔ جو اس کتاب میں اختیار کی گئی ہے۔ اور اس قسم کی بد زبانی اور بد کلامی کو برا سمجھتے ہیں تو وہ اس کتاب کے متعلق پر وٹسٹ کریں۔ اور اس کی اشاعت روک دیں۔ لیکن کوئی ایک آریہ بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس شریفانہ اور مصالحانہ مطالبہ سے متاثر ہوتا۔ اور آخر گورنمنٹ کو ہی قانونی کارروائی کرنا پڑی۔ اس طرح بھی گو کتاب کی آئندہ اشاعت بند ہو گئی۔ لیکن اگر یہی بات خود آریوں کی طرف سے عمل میں آتی۔ تو زیادہ اچھی ہوتی۔ اور خیال کیا جاتا۔ کہ آریوں میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو دوسروں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے۔ شرافت اور تہذیب سے کام لینا ضروری سمجھتے اور شرارت پسندوں کی روک تھام کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب بالکل اس کے برعکس سمجھنے کے سوا چارہ نہیں؛

لیکن ہم آریوں کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے اپنا یہ رویہ نہ بدلا۔ اور اسی پر عمل پیرا رہے۔ تو انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے لینا پڑے گا۔ اور پھر پتہ لگے گا۔ کہ کسی کے مذہبی جذبات اور احساسات کو گندہ ذہنی سے پامال کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے؛

ہمارے نزدیک اتنے عرصہ کے بعد گورنمنٹ کے اس کتاب کو ضبط کر لینے سے نہ تو اس شرارت کا قلع قمع ہوا ہے جو اس کتاب نے پھیلائی ہے۔ اور نہ ہمارے قلوب کے زخم مندمل ہو سکتے ہیں۔ جو اس نے پیدا کئے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ کے ہاتھ صرف چند کاپیاں آئی ہونگی۔ اور باقی بہت بڑی تعداد ملک میں پھیل چکی ہے۔ اور کل اس سے بھی بڑھ کر دل آزار کتاب اور شائع ہو سکتی ہے۔ اور سابقہ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ آریہ مسلسل ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کتاب شائع کرتے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ نے اس شرارت کے انسداد کے لئے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے۔ اس کا ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ ان حالات میں ہم گورنمنٹ سے زیادہ مؤثر کارروائی کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور وہ یہی ہے۔ کہ ایسے لوگوں پر مقدمہ چلا کر انہیں قابل عبرت سزا دی جائے؛

لیکن اگر نہ آریہ باز آئے۔ اور نہ گورنمنٹ نے کوئی مؤثر کارروائی کی۔ تو کوئی تعجب نہ ہوگا۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے ایسی کتابیں شائع ہوں جن میں دندان شکن جواب دئے جائیں۔ اس پہلو پر گورنمنٹ کو ملک کے امن و امان کے لحاظ سے اور آریوں کو اپنے گھر کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کرنا چاہیئے؛

پنجاب میں منشیات کی کھپت

سکرٹری صاحب ٹمپرنس سوسائٹی امرت سر نے ایک جلسہ عام میں بیان کیا۔ کہ

"پچھلے سال پنجاب کے لوگ دیسی شراب تقریباً ۳۰۴۳۳۳۰ بوتلیں پنجاب کی ڈسٹلریز سے تیار شدہ ۷۵۔ لاکھ سے زیادہ بیر کی بوتلیں۔ افیون پہاڑی اور آبکاری ۳۹۳۲۷ سیر۔ چرس ۱۶۴۶۰ سیر۔ بھنگ ۹۷۱۳۲ سیر۔ پوست ۲۰۲۹۳۲ سیر چٹم کر گئے"

(اکالی ۲۶۔ مارچ)

یہ تو صرف وہ اعداد و شمار ہیں۔ جو باقاعدہ سرکاری نظام کے ماتحت معلوم کئے گئے۔ ورنہ سکھوں کے دیہاتوں میں عام طور پر ناجائز طور پر جو شراب کشید کر کے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ دوران سال میں آبکاری ایکٹ کے ماتحت ۱۰۷۶۲ اشخاص گرفتار ہوئے جن میں ۷۱۲ کو سزائے قید ہوئی۔ اور باقیوں کو سزائے جرمانہ۔ اور جرمانہ سے جو رقم وصول ہوئی۔ اس کی تعداد ۳۸۳۹۲ ہے۔ اس کے علاوہ ۸۱۶۱۵ روپیہ ناجائز کشید شراب یا دیگر آبکاری جرائم کی روک کے لئے بطور انعامات تقسیم کیا گیا۔ ان حالات کو ایک طرف رکھئے۔ اور دوسری طرف ہندوستان کی غربت اور افلاس کو دیکھئے۔ اور بتائیے۔ ایسے ملک کی بربادی میں کتنی کسر باقی ہے؛

پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ اور کثرت آبادی کا گذارہ عام طور پر زراعت پر ہے۔ اور گذشتہ سال آفات سماوی کے باعث فصلوں کی تباہی کی وجہ سے زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ وہ محتاج تشریح نہیں لیکن با ایں ہمہ منشیات کی اسقدر کھپت بتاتی ہے کہ پنجاب کی اخلاقی حالت کیا ہے اور پنجاب ہی پر کیا موقوف ہے۔ ہندوستان کے دیگر صوبوں کی حالت اس سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہے؛

لیکن کس قدر افسوس ہے۔ کہ حکومت ہند اس پہلو میں بے حد غفلت اور تساہل سے کام لے رہی ہے۔ مختلف صوبوں کی کونسلوں میں بندش شراب کی قرارداد کا استرداد بتاتا ہے۔ کہ حکومت اخلاقیات کی اس تباہی سے قطعاً متاثر نہیں؛

یہ صحیح ہے۔ کہ آبکاری حکومت کی آمدنی کا ایک معقول ذریعہ ہے۔ اور گذشتہ سال میں ہی حکومت کو آبکاری کے محاصل سے ۱۳۳۳۵۰۰۰ روپیہ کی آمد ہوئی۔ لیکن انسانی اخلاق کی بربادی اور بندگان خدا کی صحت کی تباہی کے مقابلہ میں مالی پہلو کو مقدم کرنا ایک ایسا فعل ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے۔ کم ہے؛

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی اصل وجہ

متعصب اور بدباطن غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں پر ہمیشہ یہ ناپاک اور سراپا غلط افترا باندھا جاتا ہے۔ اور اس دروغگوئی میں ہندوؤں کا نمبر سب سے اول ہے۔ کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اسلامی شمشیر اور شاہان مغلیہ کی جبروت و سطوت کی مرہون منت ہے۔ لیکن جوں جوں دنیا آفتاب علم کی ضیا پاشیوں سے مستنیر ہوتی جا رہی ہے اور لوگوں کو علم و عقل کی روشنی میں اپنے مذہب کے مطالعہ کا موقع ملتا جا رہا ہے اکثر ہندوستان میں اشاعت اسلام کی حقیقی وجوہات کی تہ کو پہونچتے جاتے ہیں۔ اور ایسے خیالات کا اعلان برملا بھی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ہم ایک متعصب ہندو اخبار "شکتی" لاہور کی شہادت اس بارہ میں پیش کرتے ہیں جو لکھتا ہے

"مغلیہ اور دیگر اسلامی حکومتوں کے سات سو سالہ وقار کے باوجود انگریزی حکومت کے آنے تک مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کے مقابلے میں نسبتاً بہت کم تھی مگر ہندوؤں کی اندرونی سوشیل برائیاں اور مسلمانوں کے سوشیل سسٹم کی سادگی اور غریب امیر سب کے لئے مفید ہونے کے کارن آہستہ آہستہ ہندو مسلمانوں میں جذب ہوتے رہے" (۲۹ مارچ) اسلامی تمدن کی ہندو تمدن پر فضیلت کے اعتراف کے لئے اس سے زیادہ واضح اور صاف الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کیا یہ مان لینے کے [illegible] اور دانشمندانہ فعل کہلا سکتا ہے؛

قاہرہ سے ایک اردو اخبار

اس پرچہ کے ایک مفصل مضمون سے جو دوسری جگہ درج ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ مصر کی اسلامی سلطنت کے مشہور شہر قاہرہ سے ایک احمدی نوجوان شیخ محمود احمد صاحب عرفانی عنقریب ایک اردو اخبار "اسلامی دنیا" کے نام سے شائع کرنے والے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف دوسری دفعہ مصر گئے ہیں۔ پہلی دفعہ انہوں نے کافی عرصہ حصول تعلیم اور وہاں کے حالات کے مطالعہ میں صرف کیا تھا۔ اب اُنہوں نے سابقہ تجربہ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی خدمت کے دلولہ سے مجبور ہو کر اپنے لئے وہ صورت اختیار کی ہے۔ جو موجودہ زمانہ میں خدمتگذاری کی سب سے بہترین اور مفید صورت ہے ٭

حالاتِ زمانہ سے واقف ہر انسان جانتا ہے۔ کہ یہ پروپیگنڈا کا زمانہ ہے۔ اس وقت نہ صرف کوئی قوم اس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔ اور جو قوم اپنے حقوق اور مقاصد کے لئے سب سے بہترین اور سب سے زیادہ پروپیگنڈا کرتی ہے۔ وہی سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہے۔ اس صورت میں یہی ضروری نہیں۔ کہ ہر ملک میں مسلمانوں کے زبردست اور با اثر اخبارات ہوں۔ بلکہ ایسے اخبار بھی ہونے چاہئیں۔ جو تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلک میں منسلک رکھیں۔ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور متحدہ مقاصد کے لئے سب کو ہم آہنگ بنائیں ٭

خوشی بلکہ فخر کی بات ہے۔ کہ اس بے حد ضروری اور اہم کام کی ابتداء ہندوستان کے ایک احمدی نوجوان کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ جو محض اسلامی دُنیا کی خدمت کی خاطر اپنے وطن اور اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر ایک دوسرے ملک میں جا بیٹھا ہے اور اپنی ساری کوشش اور پوری قابلیت سے کام شروع کر رہا ہے۔ اب ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ اور اس اخبار کے خریدار ہو کر ان فوائد سے متمتع ہوں۔ جو ساری دُنیا کی اسلامی آبادی کے حالات اور واقعات سے واقف ہونے سے حاصل ہو سکتے ہیں ٭

ہم صاحب استطاعت احمدی اصحاب سے خاص طور پر توقع رکھتے ہیں۔ کہ وُہ اپنی جماعت کے اس نوجوان کی ضرور حوصلہ افزائی کریں گے۔ جسے اخبار نویسی کی قابلیت ورثہ میں ملی ہے۔ اور جس کے والد (مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی) سلسلہ کے قابل اور کہنہ مشق ایڈیٹر ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اس عزیز کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی ضرور کرنی چاہئیں ٭

اشارات

"جمعیۃ العلماء ہند کے واحد ترجمان" کا بیان ہے۔ کہ "حکومت کے خلاف مسلمانان ہند کا مبارک اقدام" شروع ہو گیا اور "فتح پوری ہال دہلی میں تمام ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت اور دیگر مقتدر جمعیتوں کے نمائندوں کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف گوشوں سے دو سو نمائندے تشریف لا کر شریک ہوئے۔ ان حضرات نے پُورے غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد" جو "قرار دادیں منظور کی ہیں"۔ ان میں سے جسے سب سے مقدم رکھا گیا۔ اور در اصل جو سول نافرمانی کے پروگرام کی جان ہے۔ یہ ہے۔

"شرعی ضرورتوں کے ماتحت شرعی اجازت پر عمل کرنے میں ساردا ایکٹ کی مطلق پرواہ نہ کریں"

جو حزم و احتیاط اور عقلمندی اس تجویز میں دکھائی گئی ہے وُہ قابل داد ہے۔ بلاشبہ شرعی ضرورتوں کے ماتحت شرعی اجازت پر عمل کرنے کا حق ہر مسلمان کو ہے۔ لیکن سوال یہ ہے جس غرض کے لئے یہ تجویز پاس کی گئی ہے۔ وُہ بھی حاصل ہو سکے گی۔ یا نہیں ٭

اس ساری جدوجہد۔ اور چیخ و پکار سے مطلب تو یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کو مجبور کر کے ساردا ایکٹ سے مُسلمانوں کو مستثنٰی کرایا جائے۔ مگر صاف ظاہر ہے۔ شرعی ضرورتیں تمام کے تمام یا اکثر حصہ مسلمانوں کو بچپن کی شادی کرنے کے لئے لاحق نہیں ہو سکتیں۔ ایسی صُورت شاذ و نادر ہی ہو سکتی ہے پھر ایسے شاذ و نادر لوگوں کے متعلق یہ سمجھ لینا۔ کہ "وُہ سب کے سب خدا و رسول کے احکام کے مقابلہ میں دنیا کی کسی طاقت کے حکم کی مطلق پرواہ نہ کریں گے۔ اور اس کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیں گے۔" درست نہیں ٭

ان حالات میں کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ "مسلمانان ہند کی سول نافرمانی" میں کچھ گرمی پیدا ہو سکے گی۔ اور خواہ مخواہ کی جگ ہنسائی نہ ہو گی۔ کسی ایک آدھ کے "شرعی ضرورتوں کے ماتحت شرعی اجازت پر عمل کرنے" سے حکومت پر کیا دباؤ پڑ سکتا ہے۔ اور وُہ کس طرح مجبور کی جا سکتی ہے۔ پولیس والے بآسانی ایسے لوگوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کر دیں گے۔ اور عدالت انہیں جیل میں بھیج دے گی۔ چند دن کے بعد سارا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا ٭

مگر وُہ بیچارے بھی کیا کریں۔ جب "تمام ہندوستان کی مجالس تحفظ ناموس شریعت اور دیگر مقتدر جمعیتوں" سے "سول نافرمانی کی مہم کو ضبط و نظام کے ساتھ انجام دینے کے لئے" "تین ارکان کی "جماعت منتخبہ" بھی نہ بنائی جا سکے۔ اور تیسرے ممبر کی تلاش میں پہروں سرگرداں رہنے کے باوجود ناکام رہنا پڑے۔ تو سول نافرمانی کی کوئی "موثر صورت" کس طرح ان کے ذہن میں آ سکے ٭

اس اجلاس میں ایک نہایت مفید تجویز یہ پاس کی گئی ہے۔ "مجلس تحفظ ناموس شریعت کا یہ جلسہ جملہ مختلف الخیال علمائے کرام سے استدعا کرتا ہے۔ کہ حالات و واقعات کا لحاظ کرتے ہوئے وُہ فرقہ وارانہ تقریروں اور کارروائیوں سے قطعاً اجتناب کریں۔ تاکہ مسلمانوں میں اختلال اور انتشار پیدا نہ ہو" ٭

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ پوری طرح نہیں لیکن کچھ نہ کچھ احساس علماء کرام کو ضرور ہوا ہے۔ کہ فرقہ وارانہ تقریریں اور کارروائیاں نقصان رساں ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر وُہ ہمیشہ کے لئے اور ہر اسلامی فرقہ کے متعلق اس قرار داد کی توسیع کر دیں۔ اور پھر دیانتدارانہ طریق سے اس پر عمل بھی کریں۔ ساردا ایکٹ سے مسلمان مستثنٰی ہوں یا نہ ہوں لیکن اس مہم کی یہی اتنی بڑی برکت ہو گی۔ جو مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ثابت ہو گی ٭

معلوم ہوتا ہے۔ علماء کرام گاندھی جی کی سول نافرمانی کی کامیابی پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ ورنہ انہیں یہ مہم جاری کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ جب گاندھی جی نمک سازی کے ذریعہ مکمل آزادی حاصل کر لیں گے۔ اور انہوں نے فرما بھی دیا ہے۔ کہ وُہ ساردا ایکٹ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے۔ کہ اس کے لئے علیٰحدہ سول نافرمانی شروع کر دی جائے۔ کیوں نہ گاندھی جی کی مہم کے نتیجہ کا انتظار کیا جائے ٭

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

۲۲۔ مارچ بعد نماز ظہر

حضور نے ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

جس لڑکے کے نکاح کے اعلان کے لئے میں اس وقت کھڑا ہوا ہوں۔ وہ خود اگرچہ یہاں موجود نہیں۔ لیکن اس کے والد موجود ہیں۔ اس لئے وہ یہ نصیحت اپنے بیٹے کو سنا دیں۔ کہ

اسلامی نکاح

کے ساتھ انسان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اور جب تک وہ ان کو قبول کر کے ان پر عمل نہ کرے۔ تب تک اسلامی نقطۂ نگاہ سے وہ نکاح ایک طرح باطل ہوتا ہے۔ جن شرائط سے اسلام نکاح کو اپنی شاخ اور اپنے سلسلہ کی ایک فرع قرار دیتا ہے ان پر عمل کرنے سے ہی نکاح اسلام کا جزو ہو سکتا ہے۔ ورنہ یوں تو دنیا میں دیگر مذاہب والوں کے ہاں بھی نکاح ہوتے ہیں۔ اور اسلام سے قبل بھی ہوتے تھے۔ اگر اسلام نے کوئی

زائد بات

نہ بتائی ہوتی۔ تو مسلمانوں کو نکاح کے معاملہ میں دوسروں سے الگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح ہی ان کا نکاح بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن اسلامی نکاح کو ایک

علیحدہ شکل

دے کر بتایا ہے۔ کہ اس میں اور دوسرے مذاہب کے نکاحوں میں فرق ہے۔ اور وہ فرق انہی ذمہ داریوں کا ہے۔ جو اسلام نے لڑکے اور لڑکی پر ڈالی ہیں ٭

۲۳۔ مارچ بعد نماز عصر

ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:۔

انسان کے ساتھ بعض

ایسی ذمہ واریاں

لگی ہوئی ہیں۔ کہ اگر وہ ان سے بچنا بھی چاہے۔ تو نہیں بچ سکتا۔ دراصل خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے۔ کہ وہ مجبور ہوتا ہے

دوسروں کی طرف رجوع

کرنے پر۔ دوسرے جاندار علیحدہ زندگیاں بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن انسان اگر انسان بننا چاہے۔ تو اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ کئی لوگ عبادتوں کی خاطر یا

عبادتوں کے بہانہ سے

اکیلے رہ کر ان فرائض سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو خدا نے ان پر عائد کئے ہیں۔ لیکن ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی اپنے بُرے فعل کو اچھی شکل دینے کی کوشش کرے۔ یورپ کے لوگ باوجود روزانہ شراب کی خرابیوں کو دیکھنے کے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کے ڈاکٹر خنزیر کے گوشت کے خلاف روزانہ بیسیوں دلائل پیش کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ یورپ کی آب و ہوا کے لحاظ سے ہم اس سے بچ نہیں سکتے۔ تو ہر شخص اپنے قبیح سے قبیح فعل کو بھی خوبصورت دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو لوگ اپنی ذمہ واریوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم عبادت الٰہی کے لئے دنیا سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور اس رنگ میں

ذمہ واری سے اجتناب

کو خوبصورت شکل دے کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے۔ جو میدان جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے ٭

ممکن ہے۔ کسی کو یہ خیال آئے۔ یا خطبہ کے شائع ہونے پر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ حدیث میں یتحنث اللیالی آیا ہے۔ اس لئے عبادت کے لئے دنیا سے علیحدہ ہونے والوں پر بزدلی یا میدان جنگ سے پیٹھ دکھانے کا الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ وگرنہ یہ اعتراض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی عائد ہوگا لیکن یہ کہنا محض

جہالت اور نادانی

ہوگی۔ کسی کا دنیا سے کلیتہً علیحدہ ہو جانا اور اپنی ذمہ واریوں کو چھوڑ چھاڑ کر گوشہ تنہائی میں جا بیٹھنا اور بات ہے۔ اور کسی کا کچھ اوقات عبادت میں اور کچھ

انسانی ذمہ واریوں کی ادائیگی

کے لئے صرف کرنا اور بات ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں کہ بالکل ہی دنیا سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ بلکہ آپ کچھ راتیں غار حرا میں گذارتے تھے۔ اور کچھ گھر میں۔ چنانچہ جب آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ اور آپ گھبرائے ہوئے گھر پہنچے۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو جن الفاظ میں تسلی دی۔ ان میں یہ نہیں کہا۔ کہ آپ گوشۂ تنہائی میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے وہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ یہ کہا۔ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اَبَدًا اِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ کہ آپ ان اخلاق کو جاری کرتے ہیں۔ جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں۔ آپ غریبوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ یعنی ان دنوں کے متعلق ذکر کیا۔ جو آپ اُن کے پاس گذارتے تھے۔ یہ نہیں کہا کہ آپ کسی وقت مہمان نوازی کرتے۔ اور غریبوں کی خبر گیری کرتے تھے وغیرہ۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ اب کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ ایام عبادت میں بھی اپنی ذمہ واریوں کو پوری طرح ادا کرتے تھے ہاں کچھ روز کے لئے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے۔ تا خدا تعالیٰ کی عبادت کر کے معرفت حاصل کریں۔ اور اس سے اپنے اندر

نئی طاقت اور قوت

پیدا کر کے پھر خدمت خلق میں مصروف ہو جائیں۔ گویا آپ کی یہ علیحدگی ذمہ واریوں کو اٹھانے کے لئے اپنے اندر زیادہ مستعدی پیدا کرنے کے لئے تھی۔ نہ کہ ان سے بچنے کے لئے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی سپاہی فرصت کے اوقات میں کسرت اور ورزش کرے۔ تا وہ زیادہ قوت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ یہ ذمہ واری سے بچنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ذمہ واری کو اپنے سر لینے کے لئے ہوتی ہے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ نے دنیا کو چھوڑ دیا تھا ٭

تو انسان ان ذمہ واریوں سے نہیں بچ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا بنایا ہے۔ کہ اس کی تکمیل ان ذمہ واریوں کے اٹھانے سے ہی ہوتی ہے۔ اگر وہ ان سے بچتا ہے۔ تو یہ اسلام کے نزدیک

ناپسندیدہ بات

ہے۔ دوسرے مذاہب نے تو اسے جائز رکھا ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام اور قرآن میں ہے:۔ وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ الخ کہ یہ بدعت ان لوگوں نے اپنے طور پر اختیار کر لی۔ خدا کی طرف سے نہیں تھی۔ اسلام نے اس

بدعت کا ازالہ

کیا۔ اور بتایا ہے۔ کہ انسان کے لئے مل کر رہنا ضروری ہے۔ اول اس کے لئے پہلا قدم میاں بیوی۔ دوسرا اولاد اور تیسرا اولاد کی اولاد ہے۔ آگے یہ سلسلہ اور بھی وسیع ہوتا جائے گا۔ یہ آیت جو نکاح کے موقعہ پر پڑھی جاتی ہے۔ اس میں کیا ہی

لطیف پیرایہ

میں بتایا گیا ہے۔ کہ انسانیت کو قائم رکھنے کے لئے یہ رشتے ضروری ہیں۔ اور اگر دنیا اس بات کا لحاظ رکھے۔ کہ سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔ تو سب اقوام رشتہ داری سے کس قدر قریب ہو سکتی ہیں۔ فرمایا: یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝

یعنی اس خدا کا تقویٰ اختیار کرو جس کا نام لے کر تم سوال کرتے ہو۔ اور ارحام کا بھی تقویٰ اختیار کرو۔ بعض لوگوں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ انسان صلہ رحمی سے اتقاء حاصل کرتا ہے۔ اتقاء بھی کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ادنیٰ درجہ کا اتقاء جو لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی

ایک مثال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملتی ہے۔ ایک دفعہ بارش نہ ہوئی۔ اور سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ آپ دعا کریں۔ آپ دعا کے لئے گئے۔ اور اس طرح کہا۔ الٰہی پہلے تیرا نبی ہم میں تھا۔ وہ دعا کیا کرتا تھا۔ اور تو قبول کر لیتا تھا۔ اب اگرچہ وہ تو ہم میں نہیں۔ لیکن اس کا چچا ہم میں ہے۔ اس کے ذریعہ تو ہم پر فضل کر دے۔ تو یہ بھی اتقاء کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ کہ بندے بھی نجات کا باعث بن جاتے ہیں۔ تو رحموں کے ذریعہ بھی انسان اتقاء حاصل کر لیتا ہے۔ یعنے رشتہ داریوں کو بجائے عذاب اور فتنہ کا موجب بنانے کے اپنی راحت و آرام کا موجب بنائے۔ اگر لوگ یہ خیال رکھتے۔ کہ ہم سب ایک ہی انسان سے چلے ہیں۔ اور رشتوں کو قائم رکھتے۔ تو اس قدر لڑائی جھگڑے نہ پیدا ہوتے۔ اور ایک دوسری سے علیحدہ قومیں نہ بنتیں۔ اگر سارے رشتہ داروں کو یاد رکھا جاتا تو ساری دنیا

ایک خاندان

ہوتی۔ افغانستان سے ایک قبیلہ ہندوستان میں آکر آباد ہوا۔ تو افغانستان والوں نے اسے بھلا دیا۔ اگر اسے یاد رکھتے۔ تو دونوں ملکوں کی آبادی کی آپس میں رشتہ داری ہوتی۔ اور وہ ایک دوسرے کا لحاظ رکھتے۔ اور اب بھی اگر دنیا رشتوں کو بجائے تفرقہ و فتنہ و فساد کے

صلح کا موجب

بنائے۔ تو ساری دنیا جلد ہی ایک سلک رشتہ داری میں پروئی جائے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں۔ میرٹھ کا ایک باشندہ وہاں کے ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ اور جا کر کہا۔ میں فلاں بڑے آدمی کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ اس لئے میری ملازمت کا انتظام کر دیں۔ اس نے کہا۔ تمہاری اس سے کیا رشتہ داری ہے۔ اس نے کہا۔ نہایت ہی قریبی ہے۔ اور جب اس نے پھر پوچھا۔ تو کہا۔ وہ میری بیوی کی پھوپھی کے داماد کے بھائی کے . . . .

اسی طرح ایک لمبی قطار رشتہ کی سنا دی۔ اور بعد میں کہا۔ میں ان کا بہت ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ تو ضرورت اور غرض کے لئے اب بھی دور دور سے رشتہ ملایا جاتا ہے۔ اور دنیا میں لوگ اپنے مطالب کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

جنگ عظیم سے قبل

جرمنی نے زبردست پروپیگنڈا کیا۔ کہ ترکی۔ بلغاریہ۔ اور ہنگری کے باشندے درحقیقت ایک ہی نسل سے ہیں۔ اور اس بات پر اتنا زور دیا۔ کہ ترکوں نے بھی اس اثر کو قبول کر لیا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ جنگ میں جرمنی کے ساتھ شامل ہو گئے۔

شریعت نے یہ گر بتایا تھا۔ کہ

دنیا میں صلح

کرنے کا یہ طریق ہے۔ کہ رشتہ داری کو پھیلاؤ۔ اور جس طرح دنیا ایک سے چلی تھی۔ اسی طرح اسے ایک سلک میں لے آؤ۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان دوسروں کو ساتھ ملانے کی بجائے اپنوں کو بھی علیحدہ کرتے جا رہے ہیں۔ مگر اس اصول سے انگریز اب بھی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب ہندوؤں کی طرف سے انگریزوں کی مخالفت کا طوفان اٹھا۔ تو مسٹر بالڈون نے پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ ہم اور ہندو ایک نسل سے ہیں۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ان کے بدخواہ ہوں۔

تو جن لوگوں نے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ وہ اب بھی اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جنہوں نے نہیں اٹھانا ہوتا۔ وہ میرٹھ والے کی طرح ان باتوں کو مذاق سمجھ لیتے ہیں ؀

بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات

فرمایا:۔

"دنیا جائے گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجا لانے میں پوری کوشش نہیں کرتا۔ تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ اور خود میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سا حصہ عمر کا گذر چکا ہوں۔ اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ باقیماندہ تھوڑا سا حصہ ہے۔ پس جو کوئی میری موجودگی میں میری اغراض میں مدد دیگا۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص ایسی مہمات میں خرچ کریگا۔ میں امید نہیں رکھتا۔ کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی ہو جائیگی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے۔ کہ خدا پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں۔ کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر وہ وقت آتا ہے۔ کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں گے۔ تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے۔ کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے۔ جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کرتی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ واقعی اور قطعی وہی شخص اس جماعت میں شامل سمجھا جائیگا۔ کہ جو اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کریگا۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں۔ کہ مال سے بھی محبت کرو۔ اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے ہی محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے۔ کہ خدا سے محبت کر کے اسکی راہ میں مال خرچ کریگا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دیجائیگی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اسے پائیگا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئیگا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو۔ کہ تم کوئی حصہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اسکے فرستادہ پر احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے۔ کہ تم کو اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو۔ اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو۔ تو وہ ایک قوم پیدا کر دیگا۔ کہ اس خدمت کو بجا لائیگی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کیلئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو۔ کہ تم دل میں تکبر کرو۔ اور یا یہ خیال کرو۔ کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے۔ کہ تمکو خدمت کا موقع دیتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے۔ کہ بمقام گورداسپور مجھکو یہ الہام ہوا۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ۔ فاتخذنی وکیلا۔ یعنی میں ہی ہوں۔ کہ ہر ایک کام میں کار ساز ہوں۔ پس تو مجھکو ہی وکیل کار ساز سمجھ لے۔ اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔ جب یہ الہام مجھکو ہوا۔ تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا۔ اور مجھے خیال آیا۔ کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس کا نام بھی لے۔ اور مجھے اس سے زیادہ کوئی حسرت نہیں۔ کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اسی مال کو نہیں سمجھتا۔ کہ اس کے صندوق میں بند ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے۔ اور امساک اس سے دور ہو جاتا ہے ؀ (بدر ۱۸ ستمبر ۱۹۰۳ء)

اوّل وقت نمازیں ادا کرنے کی برکت

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۔ اپنے پالنے والے کا نام لیتے رہو۔ اور اس کی طرف خالص اور منقطع رہو۔ آؤ ذرا اس کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں۔ نہیں۔ نہیں ذرا سا حصہ اس کے ساتھ اور بھی شامل کر لیں۔ پھر ذرا اور لطف آئیگا۔ اور کھرے کھوٹے میں کچھ اور وضاحت ہو کر بات بالکل ہی صاف ہو جائیگی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے قل ان کان اٰباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔

یہ جو تمہارے سامنے ہیں اور جو قیامت تک اسلام کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ انہیں ذرا یوں کہدو۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور تمہارے اموال جو تم محنت سے کماتے ہو۔ اور تجارت جس کی بیرونقی کا تمہیں اندیشہ ہے۔ اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے۔ تو تھوڑا انتظار کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کا امر آنے دو (یعنی عذاب الٰہی) اور اللہ تو ایسے فاسقوں کی کبھی راہ نمائی نہیں کرتا ہے۔ اور نہ ہی کبھی آئندہ کرے گا۔

خدا تعالیٰ کا منشاء اس کا ارادہ اس کی خواہش اور اس کی سنت تو یہی ہے۔ جو کبھی نہ بدلیگی۔ کہ انسان خدا تعالےٰ سے اخلاص رکھکر اس کا نام ہر وقت اپنے سامنے رکھے۔ اور اس کی محبت کا غلبہ اس کے دل پر ہر دم ایسا رہے۔ کہ اس کی رضا کے سامنے اپنے تمام متعلقین بالکل ہی پشت انداز کر دیئے جائیں۔ یہ معنے نہیں۔ کہ ان سے کوئی تعلق ہی نہ رکھا جائے تعلق تو خوب رہے۔ لیکن اس حد تک۔ کہ اللہ تعالیٰ سے جو ولولہ محبت ہے اس میں ذرہ بھر بھی فتور واقع نہ ہونے پائے۔ ان من ازواجکم واولادکم عدوالکم۔ تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہے اسکا مفہوم بھی یہی ہے۔ کہ اگر یہ خدا تعالےٰ کی وفا اور محبت کی راہ میں کچھ روک ڈال رہے ہوں۔ تو یقیناً تمہارے دشمن ہیں۔ اب وہ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور دعوےٰ اسلام کرتے ہیں۔ اپنے اپنے ایمان کی فکر کریں میرے خیال میں جس کام پر پوری توجہ نہ دی جائے۔ اس میں کوئی نہ کوئی خامی رہ ہی جاتی ہے۔ اور یہ دنیاوی اشغال اور رشتہ داروں کے تعلقات تو ایسا مہا جال ہیں۔ کہ ان سے اس طرح چھوٹنا جو حقیقی خالق کا منشاء اور ارادہ ہے۔ بجز خاص کوشش اور پوری توجہ کے بالکل ہی ناممکن ہے۔ اس لئے ازحد ضروری ہے۔ کہ اپنے رات دن کے اوقات کی اچھی طرح نگرانی کی جائے۔ اور تبتل الیہ تبتیلاً۔ کو ہر وقت ہی نصب العین بنایا جائے۔ اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہر نماز کو اس کے اول وقت پر حتی المقدور ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس عادت سے خدا تعالیٰ کو ہر بات میں مقدم کرنے کی قابلیت پیدا ہوگی۔ جو دوسرے کاموں میں ہر وقت خدا تعالےٰ کو اول الامور بنانے میں بطور تخم کے کام دے سکیگی۔ اور رفتہ رفتہ یہ طریق جب اچھی طرح بطور طبیعت ثانیہ کے ہو جائیگا۔ تو خود بخود ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کا مفہوم پیدا ہونا شروع ہو جائیگا۔ اور تبتل الیہ تبتیلاً۔ کی رو ایسے زور سے پیدا ہونی شروع ہو جائیگی۔ کہ اس کے سامنے نہ تو پھر کسی قریبی رشتہ دار کی عظمت ہی روک پیدا کر سکیگی۔ اور نہ ہی حظوظ نفس کے باقی جتنے بھی سامان ومتاع ہیں۔ اپنی عیاری سے کسی قسم کی رخنہ اندازی کر سکینگے۔ اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ (نماز کے لئے اٹھتے ہیں۔ تو سستی کے شیوے سے اٹھتے ہیں) کا جب تک منافقانہ مرض دل میں رہیگا۔ تب تک اصل میل کا دلدر دل سے کبھی دور نہ ہو سکیگا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مثل الصلوات الخمس کمثل نھر جار علیٰ باب احدکم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات (عن جابر رواہ مسلم) یعنی پانچ نمازوں کی مثال تو گہری چلنے والی نہر کی طرح ہے۔ جو تم میں سے کسی کے دروازے کے بالکل ہی پاس ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل بھی کرتا ہو۔ پانچ نمازیں تو روز ہی پڑھی جاتی ہیں۔ مگر دل کا گند اور خدا تعالےٰ کو وقت پر مقدم نہ کرنا ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے وجہ۔ صرف یہی۔ کہ جس کام میں بھی انسان ہو۔ اس سے وہ نماز کے اول وقت میں الگ ہو کر خدا تعالیٰ کی یاد کو مقدم نہیں کرتا۔ بلکہ وہ کام جس میں انسان ہوتا ہے۔ اسی کو مقدم کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس طرح رفتہ رفتہ سے نظر انداز کرنے کی عادت طبیعت میں راسخ ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ غیور ہستی اسے بھی ہر قسم کی برکات سے اسی طرح پیچھے ڈال دیتی ہے جس طرح کہ اس نے اس برکت والی ہستی کو اپنے پیش نظر امور میں وقتاً فوقتاً پیچھے ڈالا تھا۔ جزاءً وفاقاً بدلا ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ کام ہے۔ مدتوں سے صراط الذین انعمت علیہم۔ کہ رٹ لگی ہوئی ہے۔ مگر تمام کے تمام آثار المغضوب علیہم اور ضالین کے نمودار ہو رہے ہیں۔ جب بھی وزن کیا جائے۔ ترازو ئے عمل بالکل ہلکے نکلتے ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بارہا مسجد میں سب سے پہلے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہاں جب آپ میدان کارزار میں ہوتے۔ یا لاچاری یا معذوری ہوتی۔ تو بات جدا تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مرض وفات میں بارہا نماز کی فکر کا ہی اظہار کیا۔ صحیح بات یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرنے کا سبق اسی پانچ وقتہ نماز میں ہے۔ اور اسی پر بشدت کاربند ہونے سے انسان خدا تعالیٰ کو ہر بات پر اور ہر کام پر اور ہر چھوٹی بڑی چیز پر مقدم کرنا سیکھ لیتا ہے۔ پھر اس طرح جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ہر چیز کو چھوڑ کر تقدم کرنا اپنا وتیرہ بنا لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ بھی اس کو تمام چیزوں سے مقدم کرتا ہے۔ اور اس کی برگزیدگی کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج جاتا ہے۔ اس کے لئے وہ کچھ کیا جاتا ہے۔ اور اس کو وہ کچھ دیا جاتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے نہ تو کیا ہی جاتا ہے اور نہ دوسروں کے لئے ان تمام ارضی وسماوی برکات کے وہ دروازے کھولے جاتے ہیں۔ جو ایسے منعم علیہ کا پہلا اور حقیقی حق ہوا کرتے ہیں۔ افسوس اس قوم پر جس کے پاس ایسے فلاح کے سامان تو موجود ہیں۔ مگر وہ ان سے فائدہ نہ اٹھائے۔

(شیخ) عبدالرحیم۔ محلہ دارالرحمت قادیان

تبلیغی عہد کرنیوالوں کے نام

گذشتہ سال کم از کم ایک احمدی بنانیکا عہد پورا کرنیوالے والوں کے چند مزید نام حسب ذیل ہیں جناب محمد حسین خانصاحب آدم شاہ۔

(۲) مستری مہر اللہ صاحب لاہور (۳) ملک محمد الطاف خانصاحب ترناب

(۴) ارشاد علی شاہ صاحب۔ گنڈی خیل

(۵) میاں محمد شمس الدین صاحب موٹر ڈرائیور۔ قادیان۔

(۶) محمد الدین صاحب مدرس۔ چوڑ اسگر

(۷) غلام محمد صاحب۔ ضلع شاہپور۔

(۸) عبد القدوس صاحب۔ بھدرک

(۹) اللہ بخش صاحب۔ اٹر پور

(۱۰) سید نذیر حسین صاحب۔ گٹھ الیال۔

(۱۱) روشن دین صاحب زرگر۔ پنڈی چری

(خاکسار پرائیویٹ سکرٹری)

قاہرہ سے ایک اردو اخبار "اسلامی دنیا" کا اجرا

ایک احمدی نوجوان کا قابل تعریف اقدام

ہندوستانی صحافت میں بہت بڑا انقلاب آچکا ہے۔ اور اب اخباروں اور رسالوں کی وہ حالت نہیں رہی جو آج سے چند سال پیشتر تھی۔ پنجاب اور بنگال کے بعض رسائل و جرائد نے اس قدر ترقی کی ہے۔ کہ ان کا وجود محسوس ہونے لگا ہے اور ان کی آواز بھی با اثر سمجھی جانے لگی ہے۔ پنجاب کے اخبارات پر ابھی تک مدوجزر کا سماں ہے۔ کسی وقت ان کی چمک دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دل پر اثر کرتی ہے۔ اور کسی دوسرے وقت یہی اخبار مشکلات کے طوفان میں نظر آتے ہیں۔ تاہم اخبار نویسی کا معیار بہت ترقی کر گیا ہے۔ اور ہندوستان میں اس لحاظ سے لکھنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ چونکہ ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان لکھنے والوں کی قوت نمو اندر ہی اندر مر جاتی ہے۔

اخبار بینی کا مذاق

اخبار بینی کا مذاق اگرچہ پہلے کی نسبت ترقی پر ہے مگر یہ ترقی کوئی خوشگوار نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ چونکہ یہ غیر محسوس طور پر اس لئے غیر اطمینان بخش ہے۔ ریل میں آپ سفر کریں۔ تو دیکھیں گے کہ ریل کے جس کمرے میں پچاس مسافر سوار ہیں۔ ان میں سے پانچ کے پاس اخبار ہیں۔ اور پینتالیس ان سے مانگ مانگ کر پڑھ رہے ہیں۔ برخلاف اس کے اگر آپ اس گاڑی کے کسی ایسے کمرے میں چلے جائیں۔ جس میں پانچ انگریز سوار ہوں تو پانچوں کے پاس اپنے اپنے اخبار ہونگے۔

اخبار مانگ کے پڑھنا ایک اخلاقی گناہ ہے۔ جب ہم اپنی اپنی غذا خود پیدا کرتے ہیں۔ اور کسی کی روٹی کی طرف دیکھنا اخلاقی گناہ خیال کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے ہم برا مناتے ہیں۔ اور اسی طرح دیگر ضروریات زندگی کے متعلق سوال کو برا خیال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک شریف آدمی بعض اوقات دوسرے آدمی سے راستہ تک دریافت کرنے میں جھجکتا ہے۔ اور اسے برا خیال کرتا ہے۔ تو یہ کیسا برا اور معیوب ہے۔ کہ ہم ایک آنہ کے پیسے اپنے علم کی زیادتی کے لئے صرف نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اسی ایک اخبار میں کئی باتیں اس قسم کی مل جاتی ہیں۔ جو اس دنیا میں انسان کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں۔ مگر ہم اس روحانی غذا کو جس پر انسان کی زندگی کا انحصار دنیا کی ہر چیز کی نسبت زیادہ ہے۔ مانگ کر حاصل کرتے ہیں۔ اور اس میں شرم محسوس نہیں کرتے۔

مانگ کر اخبار پڑھنے کے نقصانات

وہ لوگ جو اخبار مانگ کر پڑھتے ہیں۔ نہ صرف اپنے وقار کے خلاف کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بہ حیثیت سوسائٹی کے ایک فرد ہونے کے ساری سوسائٹی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ اخبار نویس جس مقام پر اخبار کو بہ لحاظ علم اور کمال کے لیجانا چاہتا ہے۔ وہ اس کی کثرت اشاعت ہی پر منحصر ہے۔ اور جب ایسے لوگ اس علمی گداگری پر اکتفا کرتے ہیں۔ تو ایک طرف وہ خود اخبار کی آمدنی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے عمل سے دوسروں میں نقصان پہنچانے کی تحریک کرتے ہیں۔ اور سوسائٹی کے کمزور افراد ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اس طرح اگر وہ سب خرید کر اخبار پڑھتے۔ تو اخبار نویس کو اس سے فائدہ ہوتا۔ اور وہ اخبار میں گوناگوں خوبیاں پیدا کرنے کی سعی کرتا۔ اور ملک کے لئے اسے مفید بناتا جس سے اس حالت میں ملک محروم رہ جاتا ہے۔ اور اس کے دفتر کے بجٹ کی کمی اسے کچھ نہیں کرنے دیتی۔ اور اس طرح سے ملک اس عظیم الشان خدمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو ایک اخبار نویس کے ذریعے سے سرانجام ہو سکتی تھی۔ پس جس طرح دیگر قسم کی گداگریاں وبال جان ہیں۔ اسی طرح یہ علمی گداگریاں ملک کیلئے سوہان روح ہیں۔

معمولی رواداری

جس نے اخبار خریدا ہے۔ وہ اسے معمولی رواداری خیال کرتا ہے۔ کہ کسی مانگنے والے کو اخبار دیدے۔ خصوصاً جبکہ اس نے خود پڑھ لیا ہو۔ مگر اس نے کبھی غور نہیں کیا۔ اس کی اس رواداری کا برا اثر اخبار کی اشاعت پر پڑتا ہے۔ اور اس سے ملک کے مفید لٹریچر میں خطرناک طور پر کمی ہوتی ہے۔ غرض ہمارے ملک کے اخبارات کی کمزوری کا راز اخبار کی قلت اشاعت میں مضمر ہے۔ تاہم اخبار نویسوں کی مساعی اور ان کی محنتیں قابل صد تحسین ہیں۔ جو لوگ یہ نہیں جانتے۔ کہ ہندوستانی اخبار نویسوں کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اسے ایک آرام کا مشغلہ خیال کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھکر عرقریزی اور کسی کام میں کم کرنی پڑتی ہوگی۔ باوجود ان سب باتوں کے اب ہندوستان کے اخبارات میں ایک غیر معمولی انقلاب دیکھنے میں نظر آرہا ہے۔ اس انقلاب کا جدید نمونہ یہ اخبار بھی ہے۔ جس کو میں مصر سے جاری کرنا چاہتا ہوں۔ ہندوستان کے فرزندوں نے وقتاً فوقتاً انگلستان اور امریکہ سے تو رسالے اور اخبارات جاری کئے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے باعث صد افتخار ہیں۔ مگر ابھی تک عربی ممالک سے کسی ہندوستانی نے اردو اخبار نہیں نکالا تھا۔

ایک کمی

میں عرصہ سے ایک کمی محسوس کر رہا تھا۔ اور وہ یہ کہ ہمارے پاس باوجود ان کثیر اخبارات کے جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور جن سب کا وجود کسی نہ کسی لحاظ سے ضروری ہے۔ کوئی ایسا اخبار نہیں۔ جو ممالک اسلامیہ کے متعلق اس طرح لکھے۔ کہ گویا ہم ممالک اسلامیہ کو دیکھ رہے ہیں۔ وہاں کی خبریں وہاں کے حالات۔ وہاں کے مناظر اور تصویریں شائع کرے۔ اور ان ممالک سے بالکل ہم کو متصل کر دے۔ میں اس اخبار کے متعلق کامل غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ اس کے لئے مقام اشاعت ہندوستان کے اندر نہیں۔ بلکہ باہر ہونا چاہیئے۔ اور ایسی جگہ ہو۔ جہاں سے تمام ممالک کو دیکھنا آسان ہو۔ چنانچہ بہت فکر و تامل اور صلاح مشورے کے بعد میں نے قاہرہ کو اس غرض کے لئے انتخاب کیا۔ اور اس اخبار کا نام "اسلامی دنیا" تجویز کیا۔

اسلامی دنیا

اسلامی دنیا کا اجرا حقیقت میں ہندوستانی اخبار نویسی میں ایک مزید انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اس لئے کہ جن حالات اور مشکلات کا مقابلہ اپنے ملک میں۔ اپنے وطن میں۔ اپنے خاندان اور قوم میں بیٹھے ہوئے انسان آسانی سے کر سکتا ہے۔ ان کا مقابلہ غیر ملک میں غیر قوم میں سخت دشوار ہوتا ہے۔ پھر مشکلات بھی وہی ہیں۔ جن کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اور مشکل یہ ہے کہ میرے اور ان مشکلات کے درمیان اس قدر وسیع میدان حائل ہے۔ کہ میری تدابیر اور تجاویز ان پر غالب آنے کے لئے وقت چاہیں گی۔ پھر ان ممالک کے اخراجات ہندوستان سے بہت بڑھکر ہیں۔ مکانات کے کرایے۔ نوکروں کی تنخواہیں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں۔ جو سخت حوصلہ شکن ہیں۔ مزید برآں طباعت میں یہاں ہر قسم کی آسانیاں ہونے کے باوجود میرے لئے ہر قسم کی مشکلات ہیں۔ طباعت ٹائپ کے حروف میں ہوگی۔ اول تو حروف اردو کے لحاظ سے پورے

نہیں۔ پھر کیا نہ ایڈیٹر اردو دان نہیں۔ ان سب مشکلات کے باوجود میں نے اس میدان میں بسم اللہ کہہ کر قدم رکھ دیا ہے۔ یہ اخبار مصر میں طبع ہوگا۔ اور ہندوستان میں اپنے خریداروں کے پاس پہنچے گا۔

اخبار کی پالیسی

اخبار کی پالیسی یہ ہوگی۔ کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مصائب ملی سے آگاہ کر کے انہیں اتحاد ملی کی طرف بلا رہا ہے۔ اور مسلمان اقوام میں واسطہ تعارف ہو سکے۔ اس اخبار کے دو ایڈیشن ہوں گے۔ ایک اردو میں جو تمام ممالک اسلامیہ کے متعلق لکھتا رہے گا۔ اور دوسرا ایڈیشن عربی میں ہوگا۔ اور وہ ہندوستان اور دیگر ممالک اقوام مشرقی کے حالات سے عموماً برادران عرب کو آگاہ کرتا رہے گا۔ یہ اخبار ہر قسم کے مناقشات سے الگ رہے گا۔

ہندوستانی اخبار نویسوں سے درخواست

میں اپنے ابنائے وطن اور ہندوستانی اخبار نویسوں سے یہ درخواست کروں گا۔ کہ میں نے اسلامی دنیا کے قیام و بقا کے لئے بلاد اسلامیہ میں ایک طویل سیاحت کی۔ اور بہت کچھ خرچ کیا۔ اس راستے میں جو مشکلات میرے سامنے آ سکتی ہیں۔ آپ ان سے غافل نہیں۔ ان حالات میں مجھے یقین ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی سے کسی طرح دریغ نہیں کریں گے بلکہ آپ خوش ہوں گے۔ کہ ایک ہندوستانی بلاد مصر میں بیٹھ کر ہندوستانی مسلمانوں کے نام کو بلند کرنے کی سعی کر رہا ہے اور ہندوستان کے لئے مفید لٹریچر مہیا کرنے کی فکر میں ہے۔ پس آپ کی وطنیت اور آپ کی قومیت کے جذبات کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ اس اخبار کو پوری توجہ سے ہندوستانی پبلک میں روشناس کرائیں۔ اور برادران وطن اور مسلمانان ہند کو تحریک کریں۔ کہ وہ اس کی اشاعت اور خریداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ تاکہ میں کافی علم رکھ کر اخبار کو اس پایہ کا بنا سکوں۔ جس کے دیکھنے کی میں تمنا رکھتا ہوں۔

معاصرین کرام! میں اس مضمون کی چند کاپیاں اخبارات کو بھجوا رہا ہوں۔ میں ممنون ہوں گا۔ اگر دیگر اخبارات ان اخبارات سے لے کر اسے شائع کر دیں۔ اور اس طرح اپنی معاصرانہ فراخدلی کا ثبوت دے کر میری حوصلہ افزائی کریں۔

زندہ قومیں

اہل مصر بھی آج زندہ قوموں میں شمار ہونے لگے ہیں میں ہر روز دیکھتا ہوں۔ کہ جب کوئی فرزند مصر کسی معمولی کام میں بھی کامیاب ہوتا ہے۔ تو ملک کے چاروں طرف سے صدائے مبارکباد اٹھ کر اس کے حوصلے کو بڑھاتی ہے۔ اور جب کوئی شخص کسی بڑے کام کو سرانجام دیتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ میں مثال کے طور پر دو تازہ واقعات پیش کرتا ہوں۔

عمر بک

عمر بک یہاں کے ٹریننگ کالج کے پرنسپل ہیں۔ آپ نے مراکش کی سیاحت کی۔ جب وہاں سے واپس آئے۔ تو مصریوں نے ان کے اعزاز میں دعوت دی۔ اور شاہی جغرافیکل ہال میں مراکش کے حالات سننے کے لئے جلسہ کیا گیا۔ ملک کے بڑے بڑے لوگ ہر طرف سے آئے عمر بک کے داخل ہوتے ہی ہال ہر طرف سے تالیوں سے گونجنے لگا۔ ان کی تقریر کے ہر فقرے پر صدائے تحسین بلند ہوتی تھی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے ملک کو جدید معلومات سے آگاہ کیا۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۲ کالم اول)

حضرت مسیح موعودؑ کو نبوت کے منافی کوئی بیماری نہ تھی

اپریل ۱۹۲۹ء میں ایک رسالہ "مراق مرزا" مینیجر اہلحدیث امرتسر نے شائع کیا تھا جس میں سادہ لوح لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی بے سود کوشش کی گئی۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی اور حضور کے الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ تھے بلکہ (معاذ اللہ) کسی بیماری کا نتیجہ تھے۔ اور کہ حضورؑ کو خود اقرار ہے۔ کہ آپؑ مراق (جنون) میں مبتلا تھے۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔

میں نے رسالہ ریویو اردو بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں ان اوہام باطلہ کا ازالہ اور ان وساوس واہیہ کی حقیقت طشت ازبام کر دی تھی جس کا جواب کسی اہلحدیث سے بن نہیں پڑا۔ ہاں یہ کہہ کر کہ "رسالہ مراق مرزا" کی طبع ثانی میں مرزائی مولوی کی مفصل تردید کی جائے گی"۔ (اہلحدیث ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء) اپنے بھولے بھالے ناظرین کو انتظار کرنے کی تلقین کی ہے۔ مگر ساتھ ہی دانستہ یا نادانستہ اپنی بے بسی و بے چارگی بھی ظاہر کر دی ہے۔ ورنہ ابھی جواب لکھنے سے کیوں تامل ہے؟ کیا اب "اہلحدیث" کو صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی؟ پھر کیوں جواب کو ایک ایسے امر سے متعلق کر دیا ہے؟ کہ جس کا وقوع پذیر ہونا یقینی و قطعی نہیں! ففیہ ما فیہ۔ بلکہ یہ لکھ کر کہ "اس رسالہ (مراق مرزا) میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ مرزا صاحب کو جنون تھا۔ اور نہ یہ لکھا کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا۔" (اہلحدیث مذکورہ صفحہ ۱۳) ہمارے جواب کو لاجواب تسلیم کر کے گویا ہتھیار ڈالدیئے ہیں۔ والحق یعلو ولا یعلیٰ بھلا اگر اس رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کی طرف جنون منسوب نہ کیا گیا تھا۔ تو اس کے سرورق پر یہ آیت لکھنے سے کیا غرض تھی؟ ما انت بنعمت ربک بمجنون۔ اور پھر اس کے دیباچہ میں یہ لکھنے سے کیا مقصد و مطلب تھا؟ کہ "قرآن مجید میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے۔ کہ کافر لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں مسحور و مجنون وغیرہ الفاظ بولتے تھے۔ جن کو خدا تعالےٰ نے بڑی سختی سے رد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ نٓ والقلم وما یسطرون ما انت بنعمت ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون وانک لعلیٰ خلق عظیم" قسم ہے قلم کی اور جو کچھ قلم کے ساتھ لکھتے ہیں۔ تو اے نبی اللہ کے فضل سے مجنون نہیں تیرے لئے غیر منقطع اجر ہے۔ اور تو خلق عظیم پر ہے۔

اس آیت نے مجنون اور نبی میں فرق بتایا ہے۔ وہ یہ کہ مجنون کی حرکات منظم اور باقاعدہ نہیں ہوتیں۔ ایک وقت اگر کسی پر خفا ہوتا ہے۔ تو فوراً خوشی کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے۔ ایک وقت گالیاں دیتا ہے۔ تو معاً قرآن پڑھنے لگ جاتا ہے۔ اس لئے اس کی حرکات اور افعال کسی نتیجے کا موجب نہیں ہوتے۔ حضور علیہ السلام کے حق میں فرمایا "تیرے لئے بہت بڑا اجر ہے" یہ اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ تیری حرکات اور افعال منظم ہیں۔ اس لئے تو بہت بڑے بدلے کا مستحق ہے۔ ثابت ہوا کہ جنون اور نبوت میں بہت بڑا تباین اور تخالف ہے۔

مراق ابتداء میں معمولی خیر کا نام ہے۔ لیکن ترقی کر کے اس کا نام مالیخولیا مراقی ہو جاتا ہے۔۔۔۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا۔ کہ "میں بروز اور عکس محمد ہوں" اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مرزا صاحب ان جملہ عوارض سے پاک صاف ہوتے۔ جن سے حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاک صاف تھے۔ کیونکہ جو عوارض اور امراض صورت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں خدا کی طرف سے نبوت کے مطلقاً متضاد قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ صورت مرزائیہ میں نبوت سے متحد کیسے ہو سکتے ہیں؟ پس شکل اول کا کبریٰ تو مدلل و فریقین میں مسلم ہے۔

اب صغریٰ کی ثبوت باقی ہے۔ یعنی مرزا صاحب مراقی تھے۔"
(رسالہ مراق مرزا صفحہ ۲۰۲)

پس ایسے دیباچہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ کہ اس میں حضرت اقدس کو مجنون نہیں کہا گیا۔ اور کون عقلمند ہے۔ جو اس مجموعۂ خرافات کو پڑھ کر یہ نتیجہ نہیں نکالیگا۔ کہ اس میں صریح طور پر حضرت اقدسؑ کو (معاذ اللہ) مجنون قرار دیا گیا ہے۔ افسوس ان چودھویں صدی کے ملاّؤں پر!! کہ کن چالوں سے اپنی ڈیوٹی یصدّون عن سبیل اللہ سرانجام دے رہے ہیں۔
ھداھم اللہ الی الصراط المستقیم۔

اربابِ عقل و فہم خوب جانتے ہیں۔ کہ رسالہ مذکور میں "مراق" بمعنے جنون اور "مراقی" بمعنے مجنون ہی استعمال کیا گیا تھا۔ ورنہ بتایا جائے۔ وہ کونسے "عوارض و امراض" ہیں۔ کہ جو "صورتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں خدا کی طرف سے نبوت کے مطلقاً متضاد قرار دیئے گئے ہیں" کیا اس سے اوپر آیت ما انت بنعمت ربک بمجنون ... الخ لکھ کر صراحتہً یہ نہیں کہا گیا۔ کہ "اس آیت نے مجنون و نبی میں فرق بتایا ہے" اور پھر کیا یہ نہیں لکھا۔ کہ ثابت ہؤا کہ جنون اور نبوت میں بہت بڑا تباین اور تخالف ہے" پس ایسی صراحت کے باوجود یہ لکھنا کہ ہم نے (مرزا صاحب کو) مجنون نہیں کہا" کیا معنی رکھتا ہے۔

نیز اگر "مراقی" بمعنے مجنون نہ تھا۔ تو پس شکل اول کا کبریٰ تو مدلل اور فریقین میں مسلم ہے" کس بنا پر لکھدیا گیا تھا؟
فتدبّر ثم تدبّر۔

خلاصہ یہ کہ اخبار "اہلحدیث" (۲۱ مارچ) میں جو کچھ مولوی صاحب نے شائع کیا ہے۔ وہ الغریق یتشبث بالحشیش اور عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کا مصداق ہے۔ کیونکہ "مراق" سے مراد جنون یا "مالیخولیا مراقی" نہیں بلکہ محض "دورانِ سر" مراد ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے یہی بیماری اپنے بدن کے اوپر کے حصے میں بیان فرمائی ہے۔ (حقیقۃ الوحی) تو پھر جھگڑا کیسا؟ کیا اس بیماری کو بھی "خدا کی طرف سے (کہیں) نبوت کے مطلقاً متضاد قرار" دیا گیا ہے؟ ہرگز نہیں والنبوت علی من ادعی۔ بجا ہے کہ یہ اعتراض کوئی نیا نہیں۔ ایک ہی کہ یہ سچ ہے۔ کہ قرآن مجید میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے کہ کافر لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے قبل کے نبیوں کے حق میں مسحور، مجنون وغیرہ الفاظ بولتے تھے۔ ...... یہ تو کسی آیت میں نہیں آیا ہے۔ کہ کسی نبی نے خود اقرار کیا۔ کہ معاذ اللہ مجھ میں یہ بیماری ہے۔ جناب مرزا صاحب قادیانی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ کہ مجھکو مراق کی بیماری ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے۔ بے شک یہ سچ ہے۔ کہ دشمنوں نے نبیوں کو ساحر و مجنون کہا۔" اور یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمنوں نے بھی حضورؑ کو مجنون و ساحر کہا۔ فتشابھت قلوبھم مگر یہ جھوٹ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے میں کوئی ایسی بیماری تسلیم کی ہے جو نبوت کے منافی ہو۔ اور "کبھی کبھی دورانِ سر" کا ہو جانا۔ یہ ہرگز نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اور اس عارضہ کے لئے محض لفظ "مراق" کے استعمال پر اڑنا اور حقیقت الامر کو نظر انداز کر دینا شیوۂ فرزانگی نہیں بلکہ صریح دیوانگی ہے۔

جبکہ حضور نے اس عارضہ کا کھولکر ذکر کر دیا ہے۔ اور اسی کو ڈائری میں "مراق" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تو پھر لفظ "مراق" کو طبی اصطلاح میں لے دوڑنا اور اس بات کو نظر انداز کر دینا۔ کہ کس عارضہ پر اس لفظ کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ایسا ہی ہے۔ کہ کسی نبی کے مقولہ انی کنت من الظالمین کو آیت لعنۃ اللہ علی الظالمین وغیرہ کے ساتھ ملا کر یہ استدلال کیا جائے۔ کہ وہ نبی معاذ اللہ معاذ اللہ ...... پس حقیقت یہی ہے۔ کہ پہلے دشمن یا آپ جب کسی نبی کی طرف جنون یا "مراق" منسوب کرتے ہیں۔ تو اس سے مراد ایسی بیماری لیتے ہیں۔ جس کی رو سے یہ لازم آئے کہ اس نبی کے الہامات اس بیماری کا نتیجہ ہیں۔ نہ کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ (یعنی کبھی کبھی دورانِ سر کا ہو جانا) اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا۔ کہ حضور کے الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس بیماری کو لفظ "مراق" سے موسوم کرنے والوں نے بھی حضور کے الہامات کو خدائی کلام تسلیم کیا ہے۔ اور کبھی بھی وہ اس وہم میں نہیں پڑے۔ جس میں آپ مبتلا ہیں۔ ہاں مولوی صاحب! آپ تو "اہلحدیث" ہیں۔ بخاری اور مسلم میں بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو یہ حدیث آئی ہے سحر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی انہ لیخیل الیہ انہ فعل الشیٔ وما فعلہ (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۱۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم "مسحور" ہو گئے تھے۔ اور اس کا آپؐ پر یہاں تک اثر تھا۔ کہ بعض اوقات آپؐ ایک ناکردنی فعل کو کردنی فعل تصور کر لیا کرتے تھے۔ یعنی آپؐ سمجھتے۔ کہ میں نے کوئی فعل کیا ہے۔ حالانکہ آپؐ نے وہ فعل کیا نہیں ہوتا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اور فرمایئے۔ کہ حضور کو "مسحور" کہنے اور سمجھنے والے "دشمن" ہیں یا "دوست"؟ نیز بتائیں۔ کہ ایک شارع نبی کی جب یہ حالت ہو۔ کہ وہ کردنی و ناکردنی فعل میں تمیز نہ کر سکے۔ تو اس کے اقوال و افعال کہاں تک واجب الاقتدا اور قابل اعتماد ہیں؟ ذرا سوچ کر جواب دیں؟

پھر کہا گیا ہے کہ خدا کے نبی و رسول کو مرض جنون۔ مالیخولیا۔ مرگی۔ مراق اور ہسٹیریا میں سے کوئی مرض نہیں ہوسکتا۔ اس کے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کیا ان پانچوں امراض کی تشریح یعنی ان کی تعریف۔ اسباب۔ علامات اور عوارضات و نتائج بیان کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟ تا آپ کو شاید اس طریق سے حقیقت کا پتہ چل سکے۔ اور معلوم ہو۔ کہ آپ "مراق" سے کیا سمجھ بیٹھے ہیں!

یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کو مراق کی بیماری تھی۔ اور مرض ہسٹیریا کا دورہ پڑتا تھا۔ لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ تشریح فرما دی ہے۔ کہ مسیح موعود کے لئے جن دو زرد چادروں کا ہونا حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ دو بیماریاں ہیں۔ جن میں سے ایک "دورانِ سر" ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں "پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ وہ دو بیماریاں ہیں۔ جو بطور علامت کے مسیح موعود کے جسم کو ان کا روز ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا۔ تا اس کی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶)

پھر فرمایا "ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصے میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اوپر کے حصے میں دورانِ سر ہے۔ اور نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب ہے" صفحہ ۳۰۶ اور صفحہ ۳۶۳ پر فرمایا "صرف دورانِ سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ (یعنی میری دعاؤں کی برکت سے یہ عارضہ بھی بہت کم رہ گیا ہے۔ ناقل) تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آئے۔"

پس یہ عارضہ ہرگز نبوت کے منافی نہیں ہے۔ خواہ اسے کسی لفظ اور کسی نام سے یاد کیجئے۔ کیونکہ حکم اصلیت و واقعیت پر لگایا جاتا ہے۔ نہ کہ محض الفاظ پر۔ ورنہ آیت عصیٰ آدم ربہ۔ واستغفر لذنبک۔ ووجدک ضالاً اور حدیث ثلاث کذبات سے حضرت آدم کو (معاذ اللہ) خدا کا نافرمان۔ رسول مقبول صلعم کو گنہگار و گمراہ اور حضرت ابراہیمؑ کو (معاذ اللہ) "کاذب" تسلیم کرنا پڑے گا۔

کہا گیا ہے۔ یہ الفاظ اپنے ظاہر پر ہیں۔ یہاں مجاز یا استعارہ کے طور پر لفظ مراق استعمال نہیں ہؤا ہے۔ لیکن ڈائری میں جس بیماری کے لئے "مراق" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسے حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں وضاحت کے ساتھ "دورانِ سر" قرار دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اب فرمایئے کہ آپ کی طب میں جسے "مراق" کہا جاتا ہے۔ اور جو نبوت کے منافی ہے۔ کیا وہ "صرف کبھی کبھی دورانِ سر" ہی کا ہو جانا ہے یا کچھ اور؟ پس ہمیں اس سے انکار نہیں۔ مگر حضرت اقدسؑ کو کوئی بیماری نہ تھی۔ کیونکہ حضور کو دو بیماریوں کا لاحق ہونا تو روز ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔ اور اس کا اظہار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو زرد چادروں کے رنگ میں کر دیا تھا۔ مگر کوئی ایسی بیماری ہرگز نہ تھی۔ کہ جو نبوت کے منافی ہو۔ اور نہ حضرت اقدسؑ نے کسی ایسی بیماری کا ہونا تسلیم کیا ہے۔ والبینۃ علی من ادعی

([illegible] مولوی فاضل قادیان)

بقیہ مضمون صفحہ کالم ۲

طیارہ صدقی

صدقی مصر کا پہلا ہوا باز ہے۔ جو یورپ سے پرواز کرکے مصر میں آیا۔ مصر نے اس کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بادشاہ خود اس سے ملا۔ اور اسے کہا کہ میں ایسے فرزندان وطن پر فخر کرتا ہوں۔ تمام شاہزادوں نے اس کی تعریفیں کیں۔ حکومت نے ہزار پونڈ نقد انعام پیش کیا۔ تمام مصر میں جلسے ہوئے۔ اور خوشی منائی گئی۔ اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپے کے انعامات پیش کئے گئے۔ پس یہ حوصلہ افزائی صدقی کی ہڈیوں میں بھی سرایت کر گئی ہوگی۔ اور اب وہ اپنے ملک کے لئے قربانی کرنے کو باعث فخر سمجھے گا۔ یہ زندگی کی روح ہے اور کام کرنے کی سیڑھی۔ اس سے انسان ہر مشکل کے مقابلے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

اسلامی دنیا کا پروپاگنڈا

میں اسی اصول پر اپنے معاصرین اور ابنائے وطن سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ میری اس جرأت اور دلیری کی داد نہ دیں۔ مگر اس کام کی حوصلہ افزائی کے لئے کھڑے ہوں۔ اپنے اپنے اخبار میں پورے زور سے لکھیں۔ تاکہ لوگ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور میں خدمت کا موقع پا سکوں۔ اخبار کی قیمت ۱۵ روپے سالانہ ہوگی۔ جو ہر حالت میں پیشگی آنی ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں سے ہندوستان نہ وی پی جا سکتا ہے۔ اور نہ اس طریق پر عمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر بھیج سکتے ہیں۔ ہر قسم کی خط و کتابت کا پتہ یہ ہوگا۔ جو ہر حالت میں انگریزی میں ہونا ضروری ہے۔ شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اسلامی دنیا شارع محمد علی ملک المصر۔

جو احباب اخبار کے معاونین ہونگے۔ اخبار میں ان کے فوٹو وقتاً فوقتاً بطور شکریہ کے شائع ہوتے رہیں گے۔

(محمود احمد عرفانی از قاہرہ)

رسالہ انسداد گداگری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی رائے

رسالہ انسداد گداگری مصنفہ میاں سلطان احمد صاحب وجودی رسالہ میری نظر سے گذرا۔ گداگری کے انسداد کے لئے بہترین رسالہ ہے۔ غیر عاقل گداگری بہت بڑا فعل ہے۔ میں اس رسالہ کا دل سے مؤید ہوں۔ جو دوست انکی اس رسالہ کی اشاعت میں مدد کر سکیں وہ مدد کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

(خاکسار۔ پرائیویٹ سکرٹری)

قادیان میں اصول حفظان صحت کی پابندی کی ضرورت

خدا کے فضل سے ہماری جماعت روحانیت میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے لیکن روحانیت کو برقرار رکھنے اور اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جسمانی صحت بھی درست ہو۔ ہو سکتا ہے۔ ایک کمزور شخص عارضی طور پر روحانیت میں ترقی کر لے لیکن یہ ترقی قائم نہیں رہ سکتی جب تک جسمانی صحت بھی اس کا ساتھ نہ دے۔ یا پھر خدا تعالیٰ کی خاص تائید حاصل نہ ہو۔ "تندرست روح صرف تندرست جسم میں ہی رہ سکتی ہے" کا مقولہ عام لوگوں کے لحاظ سے ایک ناقابل تردید صداقت ہے بیمار آدمی کی روح بھی بیمار ہوتی ہے۔ یعنی جسمانی کیفیت کا اثر قبول کرتی ہے۔ یہ طبعی حالت ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کمزور یا بیمار شخص عبادات اور دوسرے دینی امور میں پورے شغف اور انہماک سے حصہ نہیں لے سکتا۔ اور نہ ہی وہ جسمانی کام جو درجہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اچھی طرح سرانجام دے سکتا ہے

درازی عمر کا خیال

عمر کو بڑھانے کا خیال ابتداء آفرینش سے ہی چلا آتا ہے۔ در اصل یہ خیال انسان کا فطرتی تقاضا ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان طبعی عمر پا کر اپنی پیدائش کے فرائض ادا کر سکے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ فرائض کے سمجھنے میں غلطی لگ جائے۔ اس خیال نے یہاں تک ترقی کی ہے۔ کہ بعض تو موت پر فتح پانے کی فکر میں لگ گئے یہی وجہ تھی۔ کہ جب حفظان صحت کا علم لوگوں کو نہ تھا تو کئی ایک ان میں سے آب حیات کی تلاش میں نکلے۔ اور کئی نے دوسرے مختلف طریق اختیار کئے۔ یورپ بھی اس خبط سے بچ نہ سکا۔ اور اس روشنی کے زمانہ میں بھی قوی امید دلائی جا رہی ہے۔ کہ عنقریب آدمی ابدی زندگی حاصل کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ ایسا ہو۔ یا نہ ہو مگر اس میں شک نہیں۔ کہ درازی عمر کا راز حفظان صحت کے نہایت سادہ اصول میں مضمر ہے۔

مرکزی نقطہ نظر سے بحث

اگرچہ اصول حفظان صحت کی پابندی ہر ایک کیلئے یکساں طور پر لازم ہے اور ہماری جماعت کے افراد کو تو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہی ایک جماعت ہے جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی ہدایت کا کام کیا ہے لیکن اس وقت میں اس مضمون پر مرکزی نقطہ نظر سے بحث کرونگا۔

قادیان دارالامان کی برکات

قادیان وہ مقام ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کے نزول کیلئے چنا۔ اور اس میں اپنے پیارے مسیح کو بھیجا۔ یہی وہ منبع ہے جس سے اس وقت روحانیت کا چشمہ جاری ہو کر تشنہ لبوں کی پیاس بجھا رہا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پاک وجود اس مقدس مقام کی وہ عظمت ہے جو اس میں رہتی ہے۔ پس ہمارے لئے یہ کس قدر ضروری ہے کہ ہم اس مقدس مقام کے وقار کو ہر طرح برقرار رکھیں۔ ہماری دلی خواہش ہے۔ کہ جہاں یہ روحانی طہارت اور پاکیزگی کا مرکز ہے۔ وہاں ظاہری صفائی کے لحاظ سے بھی کم پایہ نہ رکھتا ہو۔ قادیان میں ہر طرح ہی ایسے حالات اور فضا کا پیدا کرنا جس میں یہ مبارک بستی دیرینہ فرائض باحسن وجوہ سرانجام دے سکے ہمارا فرض اولین ہے۔

حفظان صحت کی اقسام

حفظان صحت کی تین اقسام ہیں۔ (۱) شخصی (۲) خانگی۔ (۳) پبلک پہلی دو کو تو میں کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ اس جگہ صرف پبلک حصہ پر کچھ عرض کرونگا۔

شہروں میں پبلک حفظان صحت کا انتظام میونسپل کمیٹی کے ماتحت ہوتا ہے۔ جہاں اس کی نگرانی کے لئے ہیلتھ افسر اور سینٹری انسپکٹر وغیرہ ملازم رکھے جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم قادیان میں احمدی نقطہ نگاہ سے اس پر بحث کرینگے۔ تو کمیٹی کے علاوہ انجمن احمدیہ کو بھی اسکا ذمہ وار گردانینگے۔

اس حصہ کے ماتحت مندرجہ ذیل کام آتے ہیں۔

(۱) بازاروں، گلیوں اور نالیوں کی صفائی (۲) بول و براز اور دوسری قسم کے کوڑے کرکٹ کا انتظام (۳) متعدی اور چھوت کی امراض کا انسداد اور (۴) پبلک اجتماعوں پر انتظام وغیرہ۔ اب میں ان میں سے ہر ایک کا مختصراً ذکر کرتا ہوں۔

عام صفائی

بازاروں اور گلیوں کی صفائی کا صحت عامہ پر بہت اثر پڑتا ہے۔ لیکن جس طریق سے انکی صفائی کی جاتی ہے۔ وہ علاج مرض سے بدتر ہے یعنی اکثر سوکھی زمین پر جھاڑو دیا جاتا ہے جس سے راہ چلتوں کے اندر اڑتی ہوئی مٹی کے ساتھ سانس کے ذریعے کئی قسم کے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ جھاڑو دینے سے پہلے زمین پر پانی کا کافی چھڑکاؤ کرایا جائے۔ پھر جھاڑو دیا جائے۔ لنگر خانہ کے ارد گرد کی صفائی بہت قابل اعتراض ہے۔ مشرق کی جانب ڈھاب ہے۔ جس کے کنارے نجاست سے اٹے رہتے ہیں۔ مغربی اور جنوبی اطراف بہت نیچی ہیں۔ جہاں اکثر پانی جمع رہتا ہے۔ ان نقائص کا تدارک اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ لنگر خانہ کے نزدیک پاخانہ پیشاب کرنا حکماً بند کر دیا جائے۔ اور نیچی زمین کو اونچا کرنے کی کوشش کی جائے۔

نالیوں کی صفائی بھی تسلی بخش نہیں۔ انمیں بہت تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر نالیوں کو صاف کرنے کے بعد کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ فینائل سے دھونے کا بندوبست ہو سکے۔ تو بہت موزون ہوگا۔ نالیوں میں سے جو گند نکالا جائے۔ اسکو گلی کوچوں میں نہیں پھینک دینا چاہئے۔ بلکہ دوسرے کوڑے کرکٹ کیساتھ قصبہ کے باہر کسی جگہ جلانا بہتر ہے۔

بول و براز کا انتظام

بول و براز کا باہر اسی طرح پھینک دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس سے ایک تو مکھیاں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرے بارش کے وقت پانی کے ساتھ بہ کر اکثر جگہ پھیل جاتا ہے۔ قادیان جیسے قصبہ میں اس کے دو انتظام ہو سکتے ہیں۔ یا تو اسکو بھوسہ کیساتھ ملا کر بھٹہ میں روز جلا دیا جائے۔ اور یا قصبہ سے باہر کافی فاصلہ پر دبا دیا جائے۔ (خاکسار ... ڈاکٹر ...)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

خبیث الطبع لوگوں کی شرارتوں کا ذکر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہمارے دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ

بعض منافق طبع لوگ

ہماری جماعت سے نکل کر خصوصیت سے میرے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جو کچھ انہوں نے اس وقت تک کیا ہے۔ وہ اپنی ذات میں خود اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ

انسانیت کا معزز نام

جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے لئے رکھا ہے۔ اس کے وہ مستحق نہیں۔ ان کے اخبار کا ایک پرچہ کل مجھے ملا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی شرارت اور خباثت میں اب اس مقام پر پہونچ گئے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاندوں کے سوا شائد اس وقت تک اس کی کوئی اور نظیر نہ مل سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں گئے۔ اور دشمنوں نے جب مقابلہ میں پورا زور لگا کر دیکھ لیا۔ کہ کچھ نہیں بنتا۔ تو اخرابن کعب نامی ایک شخص نے یہ تدبیر اختیار کی۔ کہ آپ کے خاندان کی عورتوں سے عشق کا اظہار کرنے کے لئے اشعار لکھنے شروع کئے۔ جن سے یہ معلوم ہو۔ کہ ان سے اس کا ناجائز تعلق ہے۔ اور اس طرح اس نے چاہا۔ کہ آپ کے

ننگ و ناموس کی چادر

کو پھاڑے۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے۔ انسان ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ وہ خود تو ایسا پھاڑا گیا۔ کہ آج تک کوئی بھی اس کا یا اس کی اولاد کا نام نہیں لیتا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ

بلند رتبہ

اور عزت کا مقام عطا فرمایا۔ جو آج تک قائم ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور آپ کی عزت کے خلاف زبان کھولنے والا آج بھی اسی طرح

خدا تعالیٰ کی گرفت کے نیچے

ہے جس طرح آپ کی زندگی میں تھا۔

میرے خلاف باتیں بناتے بناتے جب ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ یہ برداشت کئے جاتا ہے۔ اور ہماری غرض پوری نہیں ہوتی۔ تو اب اسی قسم کی

شرارتوں کا ارتکاب

شروع کر دیا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے انجام کار اختیار کی تھیں۔ تازہ پرچہ میں میری بیویوں کے متعلق یہ شائع کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے کسی دوکان سے دو تھان چرائے اور پھر پکڑے جانے پر اپنی عزت کو کئی گھنٹوں کے لئے اس دوکاندار کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح قادیان میں چند سال ہوئے ڈھاب میں سے ایک ضائع شدہ بچہ کی لاش ملی تھی۔ اس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ کہ وہ میری لڑکی کا حمل تھا۔ جو ہم نے اس جگہ ڈلوا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہے۔ اور اس کا فضل اپنے وقت پر ظاہر ہو کر بتا دیگا کہ یہ

شرارتیں اور خباثتیں

اس کی نظر میں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ اس فتنہ کے شروع ہونے سے پہلے میں نے ان لوگوں کو بلا کر کہا تھا۔ کہ تم یہ سب شرارتیں محض اس وجہ سے کر رہے ہو۔ کہ تمہیں معلوم ہے۔ میں بدلہ نہیں لونگا۔ ورنہ احمدیت کے علاوہ بھی میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ جو کبھی کسی

بڑے سے بڑے بادشاہ

سے بھی نہیں ڈرا۔ اگر احمدیت میرے راستہ میں حائل نہ ہوتی اور دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایسی بات میرے متعلق کہتا۔ تو پیشتر اس کے کہ اس کی فوج حرکت کرتی۔ میں اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔ صرف احمدیت ہی

میرے راستے میں روک

ہے۔ ورنہ ہمارے خاندان نے کبھی کسی کی بیہودہ بات نہیں سنی ہمارا خاندان انگریزوں کے عہد میں بھی رہا ہے۔ اور سکھوں کے عہد میں بھی۔ لیکن اس کے کسی فرد نے کبھی کسی کی

لجاجت اور خوشامد

نہیں کی۔ اور اعزاز کے لحاظ سے اس کا ایسا رتبہ تھا۔ کہ دہلی کا وزیر ایک دفعہ یہاں آیا۔ اور اس نے افسوس کیا۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا۔ کہ مغلیہ خاندان کے ایسے افراد بھی ہندوستان میں موجود ہیں۔ تو میں کبھی ایسے نکمے آدمی کو دہلی کے تخت پر نہ بٹھلاتا۔ مگر چونکہ ہمارا خاندان خوشامد پسند نہ تھا۔ اس لئے وہ باوجود بہت بڑے اعزاز کے دہلی سے بے تعلق رہتا تھا۔

غرض ذاتی طور پر ہم لوگ دنیا کے کسی فرد سے نہیں ڈرتے اور کسی حکومت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن اسلام اور احمدیت نے ہمارے اعمال پر آکر ایک اور رنگ چڑھا دیا ہے۔ اور ہم اس کے احکام کے ماتحت اپنے

جذبات پر قابو

رکھنے پر مجبور ہیں۔ اور جس طرح میں اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہوں آپ لوگوں سے بھی یہی امید رکھتا ہوں۔ یقیناً آپ لوگوں میں سے کوئی بھی

غیرت میں مجھ سے زیادہ

نہیں۔ اور قرآن کریم کو بھی میں سب سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ پس اگر قانون شکنی ہی جائز ہو۔ تو آپ لوگوں سے زیادہ اس کا میں حقدار ہوں۔ چند سال ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک شخص نے یہ الزام لگایا۔ اور اشتہار شائع کر کے باہر تمام شہروں میں تقسیم کئے۔ کہ آپ باہر سے آنے والی عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اور اس وجہ سے لاہور کا ایک تحصیلدار آپ سے برگشتہ ہو گیا ہے۔ دشمن تو ایسی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ مگر

مومن کے تمام کام

اللہ تعالیٰ کی ذات پر منحصر ہوتے ہیں۔ ہم بے غیرت نہیں ہیں لیکن ایمان کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ ایمان کی وجہ سے ہی ہماری ساری دنیا سے لڑائی ہے۔ لیکن اگر ایمان اور قرآن کریم کے احکام کے خلاف ہم عمل کریں۔ تو ہمارا دین بھی گیا اور دنیا بھی۔ اس لئے اپنے ایمان کو بچانے کی فکر کرو۔ خوب سمجھ لو۔ کہ یہ ہماری

اپنی ہی کوتاہیوں کا نتیجہ

ہے۔ کہ ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ جماعت کے اندر بعض ایسے منافق ہیں۔ جو ایسے لوگوں سے جاکر ملتے ہیں۔ اگر آپ کے اندر جوش ہے۔ تو منافقین کا مقابلہ کریں۔ مقابلہ سے میری مراد یہ نہیں۔ کہ ان کے لٹھ مارو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ انہیں بتا دو۔ کہ تمہارے افعال کو ہم

نفرت کی نگاہ

سے دیکھتے ہیں۔ ان سے ایسے رنگ میں معاملات کرو۔ کہ انہیں پتہ لگ جائے۔ کہ تم ان کے کاموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اگر ان سے محبت اور ہمدردی کرو گے۔ تو وہ اور دلیر ہونگے۔ میں ایسے مشتبہ لوگوں میں سے بعض کے متعلق چند دنوں تک اندر ہی اندر

ایک کمیشن

بٹھلانے والا ہوں۔ میرے پاس ان لوگوں کی لسٹ موجود ہے جو پوشیدہ طور پر ان لوگوں سے ملتے ہیں۔ یا جن سے یہ لوگ ملتے ہیں۔ جب دشمن کو یہ دلیری ہو۔ کہ خود جماعت کے اندر میری تائید کرنے والے لوگ ہیں۔ تو وہ اور زیادہ دلیر ہو جاتا ہے۔ مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ احمدی کہلانے والے بعض آدمی چھوٹی چھوٹی اغراض کیلئے ان کے پاس جاتے اور انہیں یہانتک کہدیتے ہیں۔ کہ تمہارا مقابلہ ان سے ہے۔ ہم سے تو نہیں۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں۔ جو ایمان کے لحاظ سے اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر وہ چھوٹی چھوٹی اغراض کے لئے ایسی

خوفناک غداری

سے پرہیز نہیں کرتے۔

پس میں آپ لوگوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ گھر کے منافقوں کی اصلاح کرو۔ جب تک کوئی قوم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہیں بناتی۔ اس پر فضل نازل نہیں ہوتے۔ اس لئے اسلامی تعلیم پر اس طرح عمل کرو۔ کہ اس کے فضلوں کے وارث بن جاؤ۔ اور قرآن کریم کی تعلیم پر اس طرح عمل کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو جائے۔ جماعت کے اندر سے

منافقت کا نشان

مٹا ڈالو۔ وگرنہ سچائی کے ماتحت کام کرنے میں مجھے کسی کی مدد کی احتیاج نہیں۔ میں خاندانی طور پر نہ کسی بادشاہ سے ڈرتا ہوں۔ اور نہ کسی حکومت سے۔ ایسے کاموں کیلئے مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں لیکن مجھے احمدیت نے روکا ہوا ہے۔ اس لئے میں کسی کو بھی ایسے کاموں کی اجازت نہیں دے سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ظالم بننے کی بجائے مظلوم بننا

اچھا ہے۔ اس لئے اس قسم کی باتوں کی طرف میں کسی کو نہیں بلاتا۔ میں خود ایسا غیرت مند ہوں۔ کہ اگر اسلام قانون شکنی سے نہ روکتا۔ تو میں اپنی ذات کیلئے اور کسی کو آواز نہ دیتا۔ اور نہ ہی اس کیلئے مجھے کسی کی مدد کی احتیاج ہوتی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ باتیں بھی خدا تعالیٰ نے میرے سر سے دوسروں کا احسان اتارنے کیلئے پیدا کی ہیں۔ جب کوئی انسان

خلافت پر متمکن

ہوتا ہے۔ تو اسے دینی اغراض کے ماتحت کئی لوگوں سے کام لینے پڑتے ہیں۔ اس لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ گالیاں دلوائیں۔ کہ وہ احسان اتر جائے۔ گالیاں مجھے آپ کیلئے ہی سننی پڑتی ہیں۔ اپنی ذات کی وجہ سے نہیں۔ میری زندگی میں بعض دشمن میرے متعلق ان باتوں کو سُن کر حسد کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن آئندہ نسلیں ان پر لعنتیں کرینگی۔ اور یہ قیامت تک اسی طرح ملعون سمجھے جائینگے۔ جس طرح یزید۔ ابوجہل۔ یا فرعون۔ اور خدا تعالیٰ کی

ازلی اور ابدی لعنت

ان پر پڑیگی۔ وہ اپنی زندگیوں میں ہی

خدا تعالیٰ کے غضب کے نشان

دیکھ لینگے۔ اور ایک لعنت تو ظاہر ہو چکی ہے۔ کہ اس فتنہ کی ابتدا میں یہ لوگ دعویٰ کرتے تھے۔ کہ ہم مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ سیالکوٹ کے ضلع میں انہوں نے صداقت مسیح موعود پر احمدیوں سے مباحثہ کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ناپاک اعتراض کئے گئے۔ کیا

خدا تعالیٰ کے مامور کا انکار

لعنت نہیں۔ مباہلہ کا نشان ان کے لئے ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کے

ایمان سلب

ہو گئے۔ صداقت کی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ اس سے ایمان بڑھتا ہے۔ لیکن جھوٹے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ میری صداقت پر خود ان کی کارروائیوں سے مہر ہو گئی۔ اور

مباہلہ کا نشان

پورا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمانی موت دیدی جسمانی باقی ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ آسمانی عذابوں کے ساتھ ہوگی۔

ان لوگوں کا خیال ہے۔ کہ قادیان میں شاید سارے ہی منافق رہتے ہیں۔ لیکن یہ انکا خیال غلط ہے۔ صرف ایمان کی وجہ سے اور اسلام کے احکام کی پابندی کے باعث کوئی کچھ کر نہیں سکتا۔ ورنہ یہاں ایسے مخلص ہیں۔ کہ انکے دل ان لوگوں کو سزا دینے کیلئے بیتاب ہیں۔ اس فتنہ کے شروع میں کئی نے ان کو بلا کر کہا تھا۔ کہ قادیان کے اندر مشہور شرابی بھی رہتے ہیں۔ بے نماز بھی یہاں ہیں۔ اگر تم میں جرأت ہے۔ تو بازار میں کھڑے ہو کر انکے خلاف کہو۔ تو وہ کہ فلاں شخص شرابی یا فلاں بے نماز ہے۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اور وہ جوتوں سے سیدھا کر دیا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ لیکن میرے خلاف تم اس لئے اسقدر شور و شر کر رہے ہو۔ کہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں نے ہاتھ نہیں اٹھانا۔ منافق

سخت بزدل

ہوتا ہے۔ وہ اسی وقت دلیر ہوتا ہے۔ جب اسے معلوم ہو۔ کہ میرے ہاتھ کو روکنے والا کوئی نہیں۔ بعض منافق جب گراں سمجھتے ہیں۔ کہ ساری جماعت تمہارے ساتھ ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ یہاں کوئی بھی مخلص نہیں۔ اور اس لئے وہ اور بھی شرارتوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔ ان کی

ذمہ داری گورنمنٹ پر

نہیں ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کا قانون ہی ایسا ہے۔ کہ جتنا کوئی شرافت سے کام لے۔ وہ خاموش رہتی ہے۔ اور جتنا کوئی بدمعاشی کرے۔ اسکی تائید کرتی ہے لیکن

اسلام کی تعلیم

اسکے برعکس ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ اگر کوئی شخص اپنی آنکھ سے اپنی عورت کو بدکاری کرتے دیکھے۔ تو کیا وہ اسے قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ اس نے عرض کیا شریعت نے بھی تو اسکو مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ باوجود یکہ اسلام نے مار دینے کا حکم دیا ہے۔ اس شخص کو خود قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں حکومت خود دخل دیگی۔ پس اسلام فساد کے موقع پر مظلوم کو خاموش رہنے اور حکومت کو اس کا بدلہ لینے کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن انگریزی قانون کہتا ہے۔ کہ جب فساد کا خطرہ ہو۔ تو ہم اس وقت دخل دینگے۔ گویا

فساد کی تعلیم

خود قانون دیتا ہے۔ اس لئے شریف الطبع لوگ قانون کی حفاظت سے باہر ہیں اور حبشیوں کی تائید کیلئے وہ تیار ہے۔ مگر باوجود یکہ ہماری پوزیشن نازک ہے اور حکومت کا قانون اسکے خلاف دلیل کو جوشوں سے بھر دینے والا ہے۔ اور باوجودیکہ حکومت کے بعض ناقص قانون

فساد کا اصل موجب

اور فساد [illegible] کے موید ہیں۔ ہم اس کی مخالفت نہیں کر سکتے چونکہ مذہب ہمیں اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں۔ کہ اسکے بدلے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانیوالے ملازم بھی کیا کرینگے۔ مگر یہ سب دین کیلئے ہے۔ کسی لالچ کیلئے نہیں۔ باوجود یکہ حکومت کا قانون ہی بتاتا ہے کہ امن پسند لوگ قانون [illegible] نہیں رہتے۔ مگر ہم اس

غیر منصفانہ فعل

کے باوجود اسکی تائید ہی کرینگے۔ وہ جس طرح چاہے۔ اپنے آئین کی پابندی کرے۔ ہم اپنے آئین کی پابندی کرینگے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں

پس اگر وہ اپنے قانون کو نہیں بدلتی۔ تو ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں حکومت نے تو انصاف حاصل کرنیکا یہ طریق رکھا ہے۔ کہ انسان لٹھ لیکر کھڑا ہو جائے۔ پھر وہ بھی دخل دیدیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی برداشت کرے۔ تو پھر یہی کہا جاتا ہے۔ کہ تم چونکہ خاموش ہو گئے۔ اسلئے تمہارا کوئی حق نہیں۔ مگر ہم خود اسی قانون کی بیشک پابند ہیں۔ ہم اپنے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ کہ ہم اس کے اہل ثابت ہوں۔ کہ

خدا تعالیٰ کا فضل

ہمارے شامل حال ہو سکے۔ پھر وہ خود بدلہ لیگا۔ اگر آپ لوگ منافقوں سے تعاون نہ کریں۔ تو انکو کبھی بھی جرأت نہیں ہو سکتی لیکن مجھے معلوم ہے۔ کہ یہاں

بعض بڑی عمر کے لوگوں میں سے بھی چھوٹوں میں سے بھی عورتوں میں سے بھی۔ اور طالبعلموں میں سے بھی ایسے وجود ہیں۔ جو ان سے جاکر ملتے ہیں۔ اور انکی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں۔ کہ ساری قادیان تمہارے ساتھ ہے۔ اور وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ کسی کو جوش نہیں آئیگا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہاں منافق ہیں۔ مجھے رؤیا میں انکی شکلیں بھی دکھائی گئی ہیں۔ مگر رؤیا کی بناء پر نہیں۔ بلکہ ان اطلاعات کی بناء پر جو مجھے پہنچتی رہتی ہیں۔ میں بہت جلد ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کرونگا۔ ہم ان کو کچھ کہینگے نہیں۔ [illegible] اعلان کر دیا جائیگا۔ کہ ان لوگوں کا جماعت سے تعلق نہیں۔ تا ان کے کاموں کو جماعت کی طرف نہ منسوب کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ [illegible] آسمان پر موجود ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔

ہدایت دیدے۔ اور اگر کسی گوشہ میں بھی ایمان نہیں۔ تو پھر یہ وہ ہے جو سلوک چاہتا ہے کرے۔ میں یہ باتیں دکھاوے کیلئے نہیں کہتا۔ انسان لوگوں کے سامنے دکھاوا کر سکتا ہے۔ مگر خدا گواہ ہے۔ کہ رات کی تنہائیوں میں بھی جب میرا کوئی عزیز سے عزیز بھی [illegible] نہیں ہوتا میں نے ان کے لئے دعائیں ہی کی ہیں۔ اور اب بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ حق نہیں کہ کہوں۔ خدایا ان کو سزا دے۔ بلکہ یہی کہتا ہوں۔ کہ جو تیری رضا ہو وہی کر۔ [illegible] تیری مرضی ہی اعلیٰ اور برکت کا موجب ہے۔

بعض پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

بعض احباب قادیان میں اپنی خرید کردہ اراضی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی طرف سے ذیل میں ان کے قطعات کی ایک فہرست شایع کی جاتی ہے۔ جو دوست ان میں سے کوئی قطعہ خریدنا چاہیں۔ وہ خود آکر یا اپنے کسی معتبر کو بھیجکر ہر طرح سے اطمینان کرکے مالکانِ قطعات سے براہ راست یا میری معرفت سودا کر سکتے ہیں۔ محل وقوع وغیرہ امور نقشہ آبادی قادیان سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو کتاب گھر قادیان سے اور بک ڈپو قادیان سے ۸؍ کو ملسکتا ہے۔

محلہ دار الفضل شرقی

(۱) قطعہ نمبر ۴ ہے رقبہ ایک کنال یہ قطعہ بر لب ریلوے روڈ سٹیشن سے قریباً چار سو گز اور منڈی سے قریباً دو سو گز اور مسجد محلہ سے قریباً ایک سو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے ایک طرف بیس فٹ کا بازار بھی ہے۔ اور قیمت ساڑھے سات سو روپیہ مقرر ہے۔

(۲) قطعہ نمبر ۵، نصف من شمال۔ رقبہ دس مرلہ۔ ایک طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ اور ایک طرف دس فٹ کی گلی۔ قیمت اڑھائی سو روپیہ۔

(۳) قطعات نمبر ۱۲۶ و ۱۲۸ کل رقبہ دو کنال۔ یہ قطعات بھی بہت اچھے موقع کے ہیں۔ فارم سے قریباً تیس چالیس گز سٹیشن سے قریباً چار سو گز اور منڈی سے قریباً ساٹھ ستر گز کے فاصلہ پر ہیں۔ قیمت فی قطعہ پانچسو روپیہ یعنی کل ایک ہزار روپیہ

محلہ دار العلوم

(۴) ایک صاحب کے چند اکٹھے قطعات بر لب سڑک کلاں مابین محلہ دار الرحمت و دار العلوم قابل فروخت ہیں۔ جو جامعہ احمدیہ کی عمارت سے بہت قریب ہیں۔ اور ایک موزون مستطیل کی شکل پر ہیں۔ جن کا طولانی حصہ سڑک پر ہے۔ اور عرضی حصہ جامعہ احمدیہ کی طرف کا ہے۔ کل رقبہ قریباً ساڑھے پانچ گھماؤں ہے۔ کوٹھیوں کے لئے بہت عمدہ موقع ہے۔ قیمت کا تصفیہ بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔

(۵) ایک قطعہ چار کنال کا بر لب سڑک کلاں مابین محلہ دار الرحمت و دار العلوم جو محلہ دار الرحمت کے بلاک ۴ کے سامنے واقع ہے۔ اور جامعہ احمدیہ اور بورڈنگ ہائی سکول کی عمارتوں سے بہت قریب ہے۔ قیمت سالم قطعہ کی صورت میں دو ہزار روپیہ۔ اور اس سے کم کی صورت میں حصہ مطلوبہ کی حیثیت کے مطابق ۳۵ فی مرلہ سے لیکر ۴۰ فی مرلہ تک۔

(۶) ایک قطعہ رقبہ چھ کنال متصل عمارت جامعہ احمدیہ بجانب غرب بہت اچھے موقع کا ٹکڑا ہے۔ قیمت بشرح ۳۰ فی مرلہ

(۷) ایک قطعہ رقبہ اڑھائی کنال متصل قطعہ مذکورہ صدر۔ قیمت بشرح ۲۵ فی مرلہ۔ سالم قطعہ کی صورت میں مزید رعایت کی بھی گنجائش ہے۔

محلہ دار الرحمت

(۸) بلاک نمبر ۳ قطعہ نمبر ۲۲ رقبہ ایک کنال جس کے ایک طرف بیس فٹ کا بازار ہے۔ اور دوسری طرف بھی نقشہ کی ترتیب کی رو سے بیس فٹ کا بازار ہی ہوگا۔ پرانی آبادی سے بہت قریب ہے۔ اور مسجد محلہ سے قریباً دو سو گز کے فاصلہ پر ہے۔ اور احمدیہ سکول کی عمارت سے قریباً ایک سو تیس ۱۳۰ گز کے فاصلہ پر ہے۔ قیمت پانچسو روپیہ۔

(۹) بلاک نمبر ۸ قطعہ نمبر ۱ و نمبر ۱۱ رقبہ علی الترتیب اٹھارہ مرلہ ایک سو سواہی اور ایک کنال بر لب سڑک کلاں مابین محلہ دار الرحمت و دار العلوم قیمت علی الترتیب ساڑھے تین سو روپیہ اور چھ سو روپیہ۔

اندرون قصبہ

(۱۰) اراضی سفید، رقبہ دس مرلہ۔ جو قصبہ کے مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ جہاں خالص احمدی آبادی ہے۔ اور مستورات کی جلسہ گاہ بالکل قریب ہے۔ قیمت پانچسو روپیہ۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مُردہ پیدا ہوتے ہیں انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولٰنا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب۔ مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہؤا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

سکنی اراضی برائے فروخت

سٹیشن یارڈ کے متصل چودھری فتح محمد صاحب سیال کے مکان کے قریب سکنی اراضیات برائے فروخت موجود ہیں۔ نرخ فی کنال ۲۵۰ روپیہ۔ ۴ کنال یا ۴ کنال سے زیادہ کے خریدار سے ۲۰۰ روپیہ فی کنال لیا جائیگا۔

آبادی کے لئے باقاعدہ نقشہ میں رستے وغیرہ بنا دیئے گئے ہیں۔

ع ج معرفت دفتر مینیجر الفضل قادیان

ضرورت رشتہ

ایک احمدی نوجوان مغل کے لئے رشتہ درکار ہے جو ہندوستان سے باہر ریلوے گارڈ ہے۔ اور قریباً دو سو روپے تنخواہ ہے۔ لڑکی مغل یا پٹھان قوم سے ہو۔ خط و کتابت بنام

ع۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور ۔ ۲۷ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کے لئے سپیشل ٹربیونل بنانے کا فیصلہ ہوگیا ہے ۔

——— دہلی ۔ ۲۷ر مارچ ۔ کونسل آف سٹیٹ نے فنانس بل بغیر بحث کے پاس کر دیا ۔

——— کپورتھلہ میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی ممانعت کے قانون کا نوٹس ایک مسلمان کی طرف سے ریاستی اسمبلی میں دیا گیا ہے ۔

——— لاہور ۔ ۲۷ر مارچ ۔ اکبری دروازہ کے قریب شہر کی بدر رو صاف کی جا رہی تھی ۔ کہ مزدوروں کو بدر رو کے اندر سے دو صندوق ملے ۔ جب ان کو کھولا گیا ۔ تو ان میں سے بہت سے کارتوس برآمد ہوئے ؛

——— کلکتہ ۔ ۲۶ر مارچ ۔ سول نافرمانی کی کونسل کے صدر نے اعلان کیا ہے ۔ کہ ۶ر اپریل کو یا جو روز گاندھی جی مقرر کرینگے ۔ بعض مقامات میں نمک بنانا شروع کیا جائے ۔

——— نئی دہلی ۔ ۲۶ر مارچ ۔ فری پریس کو موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ سر جیمز کریرار ۲۸ر مارچ کو چار ماہ کی رخصت پر دہلی سے ولایت کو روانہ ہو جائینگے ۔ سر بھوپندر ناتھ متر وائسرائے کی مجلس انتظامیہ کے قائم مقام نائب صدر ہونگے

——— سلہٹ ۔ ۲۵ر مارچ ۔ آسام کونسل کے انتخاب میں ایک چمار رکن منتخب ہوا ہے ۔ اسے اپنے حریف کی ۲۸ آراء کے مقابلہ میں ۱۱۵۵ آراء ملیں ؛

——— بمبئی ۔ ۲۶ر مارچ ۔ حکومت بمبئی نے ضلع کیرا کے بائزا اور محمود آباد کے تعلقوں کی اقتصادی حالت کی تحقیقات کرنے کی منظوری دیدی ہے ۔

——— دہلی ۔ ۲۴ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ مسٹر شعیب قریشی ریاست بھوپال میں ایک ہزار روپیہ ماہوار کے ایک منصب پر مقرر ہوگئے ہیں ۔

——— حیدر آباد دکن ۔ ۲۵ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ اعلیٰحضرت نظام نے مسلم یونیورسٹی کی ماہوار امداد میں ایک ہزار روپیہ کا اضافہ کیا ہے ۔ اور دس لاکھ روپیہ یکمشت نقد مرحمت فرمایا ہے ۔

——— دہلی ۔ ۲۳ر مارچ ۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ ریاست بھوپال نے مولانا محمد علی کے لئے آٹھ سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا ہے ۔

——— شلانگ ۔ ۲۶ر مارچ ۔ آج آسام کونسل میں ایک روپیہ کی تخفیف کی تحریک ۔ غیر سرکاری طور پر اس مطلب کے لئے منظور کی گئی ۔ کہ گانجا پینے کی رسم بند کرنے کے لئے فیصلہ کن ذرائع اختیار کئے جائیں ؛

——— امرتسر ۔ ۲۶ر مارچ ۔ سات آٹھ صد سکھوں اور سنگھنیوں کا جو جتھہ حضوری اسپیشل ٹرین کے ذریعہ ہندوستان بھر کے مختلف گوردواروں کی یاترا کے لئے لاہور سے روانہ ہوا تھا ۔ آج واپسی پر امرتسر پہنچا ۔

——— لاہور ۔ ۲۷ر مارچ ۔ کل مسٹر کرانتی کمار ممبر ڈیفنس کمیٹی کو اس الزام میں گرفتار کیا گیا تھا کہ وہ جو کھانا ملزمان مقدمہ سازش کے لئے لے جا رہا تھا ۔ اس میں سے پستول کی ایک گولی برآمد ہوئی تھی ۔ آج معلوم ہوا ہے ۔ کہ مسٹر کرانتی کمار کا زیر دفعہ ۲۰ ایکٹ اسلحہ چالان کر دیا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں بعض ملزموں کی جیل کی کوٹھریوں کی تلاشی لی گئی ۔ بعض کوٹھریوں کا فرش کھود ڈالا گیا اور اینٹیں اکھاڑی گئیں ۔

——— موضع ڈڈیال ضلع ہوشیارپور میں اس قدر ٹڈی آگئی ہے ۔ کہ ایک دن میں یکصد من ٹڈی اور تیس من انڈے زمین سے اکٹھے کئے گئے

——— لاہور ۔ ۲۷ر مارچ ۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں نے اس بناء پر عدالت میں جانے سے انکار کر دیا ۔ کہ اس سب انسپکٹر نے جو انہیں لے جا رہا تھا ایک ملزم کو دھکا مارا ۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ ایڈیشنل پولیس کے آنے پر اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوگئے ۔

——— بمبئی ۔ ۲۶ر مارچ ۔ اسمبلی میں ٹیرف بل کے منظور کئے جانے پر بمبئی کے مالکان کارخانہ جات نے بمبئی کو لنکا شائر ثانی بنانے کا عزم کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں ان کو ۱۲ کروڑ روپیہ کی ضرورت ہوگی ۔ حکومت نے یہ رقم امپیریل بنک سے دلوانے کا وعدہ کیا ہے

——— نئی دہلی ۔ ۲۷ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ آل پارٹیز کانفرنس کے مندوبین پنجاب تکلیف کے باعث آئندہ ماہ کے اوائل میں اجلاس بمبئی میں شریک ہونیکے متعلق نارضامندی کا اظہار کر رہے ہیں ۔ اور انہوں نے تجویز پیش کی ہے ۔ کہ یہ اجلاس کسی مرکزی شہر مثلاً دہلی وغیرہ میں منعقد کیا جائے ۔

——— دہلی ۔ ۲۷ر مارچ ۔ یہاں سرکاری حلقوں میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۔ ان سے پایا جاتا ہے ۔ کہ گاندھی جی کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی ۔ لوگوں میں کوئی جوش نہیں ۔ جن سرکاری ملازموں نے استعفے دیئے ہیں ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے ۔ کہ انہیں پھر ملازمت میں لے لیا جائے ۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ گاندھی جی کے دو درجن ستیاگرہی بیمار ہوگئے ہیں ۔ گاندھی جی بہت مایوس ہیں ۔ اور کچھ عجب نہیں ۔ کہ عنقریب فاقہ کشی شروع کر دیں ؛

ممالک غیر کی خبریں

——— لندن ۔ ۲۵ر مارچ ۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے ۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ دفتر ہند میں دیدی گئی ہے ۔ اور اس کی ایک نقل گذشتہ ڈاک میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو ارسال کر دی گئی ہے ۔

——— لندن ۔ ۲۵ر مارچ ۔ ایک سوال کے جواب میں وزیر ہند نے اعلان کیا ہے ۔ کہ بنگال میں انارکسٹ سرگرمیوں کو دبانے کے لئے جو یہ فیصلہ کیا گیا ہے ۔ کہ گورنمنٹ کو ایگزیکٹو اختیارات دیئے جائیں ۔ ملک معظم کی گورنمنٹ اس سے متفق ہے ۔

——— ہونکین ۔ ۲۴ر مارچ ۔ ہیریٹ لولٹ لمیٹڈ کی بلڈنگ میں آتشزدگی کی واردات سے چار صد موٹر کاریں تباہ ہوگئیں ۔ نقصان کا اندازہ ۸ لاکھ پونڈ لگایا جاتا ہے ۔

——— ٹوکیو ۔ ۲۴ر مارچ ۔ سات سال کی لگاتار محنتوں اور ۸ کروڑ پونڈ کے خرچ سے جاپان کا نیا دارالخلافہ تیار ہوگیا ہے ۔ سنہ ۱۹۲۳ء کے بھونچال سے جو تباہی ہوئی تھی ۔ اس کی جگہ اب شاندار اور موجودہ طرز کی بے نظیر بلڈنگز کھڑی کر دی گئی ہیں ۔ ۲۷ر مارچ کو شہنشاہ جاپان اپنے شاہی لباس میں ملبوس ہو کر دارالخلافہ میں اپنے وزیروں امیروں اور افواج کے ساتھ خدا سے دعاگو ہونگے ۔ کہ آئندہ وہ ملک جاپان پر نظر عنایت رکھے ۔

——— سلطان عبدالعزیز آل سعود نے ایران کے ان شیعہ مہاجرین کو جو آج کل شہر "قطیف" میں موجود ہیں ۔ پچھتر ہزار روپیہ بطور امداد عنایت فرمانے کا حکم صادر فرمایا ہے ۔ تاکہ وہ اپنے وطن کو واپس جا سکیں ؛

——— بمبئی ۔ ۲۸ر مارچ ۔ مسٹر جی ۔ بی ۔ ہارنیمن سابق ایڈیٹر "انڈین نیشنل ہیرلڈ" نے دیوالہ کی درخواست دی ہے ۔ ان پر تیس ہزار روپیہ قرض تھا ۔

——— کراچی ۔ ۲۸ر مارچ ۔ روہڑی کا پیر بوگارو جو نہ صرف اپنے ہی رشتہ داروں کے لئے بلکہ ہندو مسلمانوں کے لئے بھی ہوا بن رہا تھا ۔ گذشتہ بدھوار کے روز گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ اس نے اپنے گاؤں اور قرب و جوار میں بہت دہشت پھیلا رکھی تھی ۔

——— سکندر آباد ۔ ۲۸ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ ریاست حیدر آباد میں بھی ایک ایسا قانون جاری کیا جانے والا ہے ۔ جیسا کہ ہندوستان میں شاردا ایکٹ ہے ۔

——— لاہور ۔ ۲۸ر مارچ ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ پروفیسر گلشن رائے پرنسپل سناتن دھرم کالج لاہور کو چند غنڈوں نے راستہ چلتے پیٹ ڈالا ۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا)